ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

6

www.tanzeem.org

9 تا 15 جمادی الاوّل 1438ھ/7 تا 13 فروری 2017

اس شمارے میں

کیا ہم ایک آزاد قوم ہیں؟

ہرانسان کے ساتھ ایک Chip لگادی گئی ہے

نیا چودھری

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

مطالعہ ٔ کلام اقبال

ٹرمپ کا دنیا سے
اسلامی دہشت گردی ختم کرنے کا اعلان

شامی مہاجرین کا آنکھوں دیکھا حال

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے......

عقیدۂ توحید اور تعمیر شخصیت

اسلام انسان کے اندر وہ صفات پیدا کرنا چاہتا ہے جو اُسے صحیح انسان بنا سکیں۔عقیدۂ توحید اس مقصد کے لیے ایک قوت کا کام دیتا ہے۔مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لایا جائے۔ ایمان بھی ایسا جس میں شک اور تردّد کا شائبہ تک نہ ہو۔ پھر اِس ایمان میں استقامت اور پختگی کا ہونا بھی ضروری ہے۔کیونکہ مضبوط عقیدہ کی بدولت انسان کے ارادہ میں بڑی قوت پیدا ہوجاتی ہے جسے یقین کہہ لیجئے۔ جب انسان یقینِ محکم کی دولت پالیتا ہے تو زندگی کی کٹھن سے کٹھن منزل تک پہنچنا اُس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔کلمہ ٔ توحید پڑھ کر جب مسلمان اللہ کی معبودیت کا اقرار کرتا ہے تو پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرکے اُسے اپنی عبدیت اور اللہ کی معبودیت کا عملی ثبوت دینا پڑتا ہے۔نماز کو ہر روز بہ پابندیٔ تمام ادا کرنے سے وہ عمل پیہم کا عادی ہوجاتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کو وہ اپنی زندگی کا مقصود سمجھتا ہے۔اللہ اُس کا محبوب و مطلوب بن جاتا ہے۔اس طرح توحید کی برکت سے یقینِ محکم،عمل پیہم اور محبت اُس کی شخصیت کے مظہر بن جاتے ہیں جو ہر آزمائش کے وقت اُس کا ساتھ دیتے ہیں:

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم ‏ ‏ جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مَردوں کی شمشیریں!

عقیدہ توحید مسلمانوں کو نہ صرف خداشناس بلکہ خودنگر بھی بناتا ہے۔اس کے ذریعہ انسان کے دل میں خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے اور اُس کی فطری صلاحیتیں خوب جلا پاتی ہیں:

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ، فساں لا الٰہ الا اللہ

مطیع اللہ محمود

عادل بادشاہ کا طریقہ

الھدیٰ (741)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الکھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:87تا 0

قَالَ اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُہٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّہٖ فَیُعَذِّبُہٗ عَذَابًا نُّکۡرًا ﴿۸۷﴾ وَ اَمَّا
مَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ ۨالۡحُسۡنٰی ۚ وَ سَنَقُوۡلُ لَہٗ مِنۡ اَمۡرِنَا یُسۡرًا ﴿ؕ۸۸﴾
ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ وَجَدَہَا تَطۡلُعُ عَلٰی قَوۡمٍ لَّمۡ
نَجۡعَلۡ لَّہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہَا سِتۡرًا ﴿ۙ۹۰﴾

آیت ۸۷ ﴿قَالَ اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُہٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّہٖ فَیُعَذِّبُہٗ عَذَابًا نُّکۡرًا ﴿۸۷﴾﴾ ''اُس نے کہا: جس نے ظلم کیا ہم اسے سزا دیں گے' پھر وہ لوٹایا جائے گا اپنے رب کی طرف اور وہ اسے بہت سخت عذاب دے گا۔''

یہاں ظلم سے مراد کفر اور شرک بھی ہو سکتا ہے۔

آیت ۸۸ ﴿وَ اَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ ۨالۡحُسۡنٰی ۚ وَ سَنَقُوۡلُ لَہٗ مِنۡ اَمۡرِنَا یُسۡرًا ﴿۸۸﴾﴾ ''اور جو کوئی ایمان لایا اور اُس نے نیک اعمال کیے تو اُس کے لیے ہے اچھی جزا' اور اُس سے ہم بات کریں گے اپنے معاملے میں نرمی سے۔''

یعنی اس مفتوحہ علاقہ میں اپنی رعایا کے اہل ایمان نیک لوگوں سے ہم تمام معاملات میں نرمی سے کام لیں گے اور خراج وغیرہ کی وصولی کے سلسلے میں ان پر سختی نہیں کریں گے۔

آیت ۸۹ ﴿ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾﴾ ''پھر اُس نے ایک (اور مہم کا) سرو سامان کیا۔''

مغربی مہم سے فارغ ہونے کے بعد ذوالقرنین نے مشرقی علاقوں کی طرف پیش قدمی کا منصوبہ بنایا۔

آیت ۹۰ ﴿حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ﴾ ''یہاں تک کہ وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر پہنچ گیا''

اس مہم کے سلسلے میں تاریخی طور پر مکران کے علاقے تک ذوالقرنین کی پیش قدمی ثابت ہے۔ (واللہ اعلم!) ممکن ہے ساحل مکران پر کھڑے ہو کر بھی انہوں نے محسوس کیا ہو کہ وہ اس سمت میں بھی زمین کی آخری حد تک پہنچ گئے ہیں۔

﴿وَجَدَہَا تَطۡلُعُ عَلٰی قَوۡمٍ لَّمۡ نَجۡعَلۡ لَّہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہَا سِتۡرًا ﴿۹۰﴾﴾ ''اُس نے اس کو طلوع ہوتے پایا ایک ایسی قوم پر جس کے لیے ہم نے اس (سورج) کے مقابل کوئی اوٹ نہیں رکھی تھی۔''

اس زمانے میں یہ علاقہ Gedrosia کہلاتا تھا۔ یہاں ایسے وحشی قبائل آباد تھے جو زمین پر صرف دیواریں کھڑی کر کے اپنے گھر بناتے تھے اور اس زمانے تک ان کے تمدن میں گھروں پر چھتیں ڈالنے کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔

فرمان نبوی

انصاف کرنے والا حکمران

عَنۡ أَبِی سَعِیدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَی اللّٰہِ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ وَأَدۡنَاھُمۡ مِنۡہُ مَجۡلِسًا إِمَامٌ عَادِلٌ وَأَبۡغَضَ النَّاسِ إِلَی اللّٰہِ وَأَبۡعَدَھُمۡ مِنۡہُ مَجۡلِسًا إِمَامٌ جَائِرٌ))

(جامع ترمذی، ابواب الاحکام)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کا سب سے زیادہ محبوب اور اس کے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا عادل حکمران ہوگا اور سب سے زیادہ قابل نفرت اور سب سے دور بیٹھنے والا ظالم حکمران ہوگا۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ انصاف کے ساتھ حکومت کرنے والے حاکم کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ عادل حکمران جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہیں اسی کو رعایا کے لیے بھی پسند کرتے ہیں۔ جبکہ خود غرض حکمران خود تو عیش و عشرت میں مبتلا رہتے ہیں اور رعایا کو سختی، تنگی اور بدحالی میں مبتلا رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن خود غرض حاکم بہت ذلیل اور رسوا ہوگا جس نے دنیا میں ظلم، ناانصافی اور فساد کے ساتھ حکومت کی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

کیا ہم ایک آزاد قوم ہیں؟

کسی سیاسی یا دینی رہنما کے لیے قید و بند کی صعوبت ایک معمول کی بات ہے۔ جماعۃ الدعوہ کے رہنما پروفیسر حافظ سعید اگرچہ گھر میں نظر بند کیے گئے ہیں لیکن یہ ایک پابندی ہے اور انسانی فطرت کبھی پابندی قبول نہیں کرتی۔ کسی بھی انسان کو اپنے گھر میں بیٹھ رہنے میں کیا تکلیف ہوسکتی ہے لیکن یہ اگر کسی حکم سے اور جبر سے ہے تو یہ ناقابل قبول ہے۔ یہ کسی متحرک اور فعال انسان کے لیے تو انتہائی تکلیف دہ ہے اور یہ بات اذیت میں مزید اضافہ کر دیتی ہے کہ محبوس کا جرم بھی نہیں بتایا جاتا۔ قانون کا غلط سہارا لے کر ایک انسان کی آزادی ختم کر دی گئی لہٰذا ہمیں اس کا افسوس بھی ہے اور حافظ صاحب سے ہمدردی بھی ہے۔ لیکن جو سوچ جان کا عذاب بن گئی ہے، وہ یہ کہ چند ماہ بعد 14 اگست کو آزادی کے اعلان کو ستر سال مکمل ہو جائیں گے اگر یہ اعلان شدہ آزادی حقیقی آزادی میں بدل جائے یعنی ہم واقعتاً ایک آزاد قوم بن کر اپنی آزاد مرضی سے فیصلے کر سکیں، حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ بدقسمتی سے ابھی تک ہم یہ منزل حاصل نہیں کر سکے۔ محترم حافظ سعید کو جرم بتائے بغیر نظر بند کیوں کیا گیا؟ اب تک اس کی تین توجیہات سامنے آئی ہیں، جن میں سے ہر ایک دوسری سے بڑھ کر شرمناک ہے۔ اولاً (1) یہ کہ ٹرمپ نے امریکی صدر کا حلف اٹھاتے ہی جس جارحانہ انداز سے کام کا آغاز کیا ہے، سات اسلامی ممالک کے شہریوں کا امریکہ میں داخلہ بند کیا ہے، اور وہاں سے یہ آوازیں بھی آ رہی تھیں کہ جلد پاکستان کا نام بھی شامل کر دیا جائے گا اور پاکستانیوں پر بھی امریکہ میں داخل ہونے پر پابندی لگ جائے گی لہٰذا حکومت پاکستان نے خوفزدہ ہو کر نئی امریکی انتظامیہ کو سگنل دیا ہے کہ وہ ڈومور کے ہر مطالبے پر کسی قسم کی پس و پیش کے بغیر عمل کریں گے۔ براہِ کرم ہم پر رحم فرمائیں۔ گویا حافظ صاحب کی نظر بندی ایک پیش بندی (preemptive measure) ہے۔ ثانیاً (2) یہ کہ وزیراعظم نواز شریف پاناما لیکس کے فیصلہ کے نتیجہ میں اپنی وزارتِ عظمیٰ کو خطرے میں محسوس کر رہے ہیں لہٰذا اُنہوں نے مغرب اور امریکہ کو ایمرجنسی کال دی ہے کہ میری حکومت ایک ایسی حکومت ہے جو پاکستان میں آپ کے عزائم اور ایجنڈے کی تکمیل میں بہت بڑھ چڑھ کر معاون و مددگار ہو گی، لہٰذا اِسے (یعنی میری حکومت کو) بچانے اور قائم رکھنے کی کوئی سبیل کریں۔ حقیقت میں ہمارا ماضی گواہ ہے کہ یہاں امریکہ نے کیسی کیسی پسندیدہ حکومتیں بنائیں اور ناپسندیدہ حکومتیں گرائیں۔ لہٰذا کسی بھی اقتدار پرست حکمران سے یہ غیر متوقع نہیں۔ ثالثاً (3) یہ کہ ہماری خفیہ ایجنسیوں کو یہ اطلاع ملی تھی کہ مودی سرکار نے ''را'' کے کچھ ایجنٹ پاکستان میں داخل کر دیئے ہیں جو حافظ سعید کو دہشت گردی کی کسی واردات میں شہید کر دیں گے اور پھر پاکستان میں اِسے بھارت کی طرف سے کامیاب سرجیکل سٹرائیک قرار دے دیا جائے گا۔ لہٰذا اُن کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے اُنہیں گھر میں نظر بند کیا گیا ہے۔ ہم ہرگز ہرگز یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ حافظ صاحب کی نظر بندی کی مذکورہ وجوہات مستند ہیں اور موقر ذرائع سے ہم تک پہنچی ہیں لیکن یہ تو حقیقت ہے کہ یہ وہی حافظ سعید ہیں جنہیں ہماری معزز عدالتیں تمام قسم کے الزامات سے بری کر کے اُنہیں قانون کا پابند

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 جمادی الاوّل 1438ھ جلد 26
7 تا 13 فروری 2017ء شمارہ 06

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

شہری قرار دے چکی ہیں۔ پھر آخر اُن کی نظر بندی کی کیا وجہ ہے اور اگر اُن کا کوئی تازہ جرم سامنے آیا ہے تو اُس کا سرِعام اعلان کیا جائے۔ اُن پر مقدمہ قائم کیا جائے، جرم کے حوالہ سے F.I.R کاٹی جائے اور اُنہیں عدالت کے سامنے پیش کیا جائے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اگر عدالتیں حافظ سعید کو بری کر کے باعزت شہری قرار دیتی ہیں تو اِس حکومتی قدم کا اس کے سوا کیا مطلب لیا جائے کہ ہماری حکومت خود ہی اپنے اداروں کی توہین کر رہی ہے کیونکہ وہ عدالت کے فیصلے کو نظر انداز کر کے اُن کی آزادی ختم کر رہی ہے۔ لہٰذا ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم یہ تسلیم کر لیں کہ حافظ صاحب کی نظر بندی کی وجوہات وہی ہیں جن کا ذکر ہم نے سطور بالا میں کیا ہے یا اسی طرح کی کوئی اور وجہ ہے جو حکومت عوام کو بتانے سے قاصر ہے۔ بہرحال ہم ان ہی اسباب کا دقتِ نظر سے تجزیہ کرتے ہیں۔ اگر یہ قدم ٹرمپ کے جارحانہ صدارتی آغاز سے خوفزدہ ہو کر کیا گیا ہے تو پھر کس منہ سے پرویز مشرف پر الزام لگاتے ہو کہ وہ امریکہ سے آنے والی ایک ٹیلی فون کال پر ڈھیر ہو گیا تھا۔ آپ کو تو ایسی کوئی کال بھی نہیں آئی تھی۔ کیا آپ کی مقبولیت اور آپ کا عوامی مینڈیٹ کا غرہ اُن کے تیور دیکھ کر ہی خاک آلود ہو گیا؟

ہماری رائے میں یہ سبب سب سے زیادہ ساؤنڈ محسوس ہوتا ہے۔ نواز شریف امریکہ چھوڑ بھارت سے بھی خوفزدگی کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔ جب پٹھانکوٹ میں ہونے والی دہشت گردی کی پاکستان کی تحقیقاتی ٹیم کی اس رپورٹ کے باوجود کہ یہ بھارت نے خود ہی ڈراما رچایا تھا، نواز حکومت نے گوجرانوالہ میں نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر کاٹ کر پاکستان کو مجرم تسلیم کر لیا تھا۔ وہ بھی حکومتی خوفزدگی کا مظہر تھا۔ اور اگر دوسری بات درست ہے کہ اپنے اقتدار کے لیے خطرہ بھانپ کر حافظ سعید کو نظر بند کیا گیا ہے تاکہ مغرب اور امریکہ کو یہ باور کرایا جائے کہ دیکھو ہم تمہارے کیسے وفادار ہیں، اس خطے میں تمہارے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے ہمارا اقتدار میں رہنا بہت مفید ثابت ہوگا۔ لہٰذا ہمارے اقتدار کے استحکام کے لیے کچھ کرو۔ ایسی صورت میں یہ غداری کے مترادف ہے۔ یہ اپنی خود مختاری غیروں کے حوالے کر دینا ہے اور اگر تیسری بات درست ہے کہ ''را'' پاکستان میں ایسے عناصر کو داخل کر چکی ہے جس سے حکومت کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ حافظ سعید دہشت گردی کی کسی واردات کا شکار ہو سکتے ہیں تو پھر ایسی حکومت اور سکیورٹی اداروں پر کیا تبصرہ کیا جائے جو اپنے ایک شہری کی حفاظت کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ ریاست، پاکستان کی حفاظت کیسے کریں گے؟ پھر تو ہمارے حکمران سکیورٹی رسک ہیں۔ انہیں ریاست کی حفاظت کی ذمہ داری دینا انتہائی غلط اور خطرناک ہے۔

یہاں یہ وضاحت ازحد ضروری ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ میاں نواز شریف کی حکومت ہی وہ واحد حکومت ہے جس نے غلامانہ طرز اور رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ ستر (70) سال میں بدقسمتی سے پاکستان کو کوئی ایسا حکمران نہ مل سکا جو اُسے بین الاقوامی آقاؤں سے نجات دلاتا، جو دھڑلے سے کہہ سکتا کہ فلاں بات ہمارے ملک کے مفاد میں نہیں یا ہمارے دین کے مطابق نہیں لہٰذا ہم اِسے تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ ہم نے اسلام اور پاکستان دشمن طاغوتی قوتوں کی فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر ایسے موقع پر سر تسلیم خم کیا جو مزاج غیر میں آیا اور اپنا مفاد ہی نہیں، دینی شعائر بھی ترک کرنے سے گریز نہ کیا اور ہر اُس شخص کے خلاف سخت ایکشن لیا جس نے ان قوتوں کے راستے میں مزاحمت کرنے کی کوشش کی۔ لہٰذا بیگانوں سے کیا گلہ شکوہ کریں اپنوں نے ہی لٹیا ڈبودی ہے۔ کیا حکمران اور بیس کروڑ عوام کی اکثریت یہ سمجھنا چاہیں گے کہ ہم اپنی گردن سے غلامی کا یہ طوق کیسے اتار سکتے ہیں؟ غلامی کی ان زنجیروں کو کیسے توڑا جا سکتا ہے؟ سب جانتے ہیں مگر جانتے ہوئے بھی انجانے بنے ہوئے ہیں۔ اللہ سے کیے گئے وعدے کو پورا کرو۔ وہ خواب جو 1940ء میں دیکھا تھا اُسے شرمندہ تعبیر کرنے کی ضرورت ہے۔ نظریۂ پاکستان کوئی علمی مسئلہ نہیں اسے عملی طور پر نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کو اگر سیکولر ریاست بنانا ہوتا تو ہندوستان سے الگ ہونے کی اور مال وجان اور عزت کی اتنی قربانیاں دینے کی کیا ضرورت تھی؟ اے کاش! اہلِ پاکستان خصوصاً ہمارے حکمران اب اتنی ٹھوکریں کھانے کے بعد ہی یہ سمجھ جائیں کہ صراطِ مستقیم کو اختیار کرنا ہوگا۔ کجروی اس گاڑی کو کھائی میں گرا دے گی اور دشمن قوتیں کبھی آپ سے راضی نہ ہوں گی، جب تک آپ اپنا دین چھوڑ کر اُن کے دین کو اختیار نہیں کر لیتے۔ یہی فیصلہ قرآن نے دیا ہے۔ ہمیں اسے من وعن تسلیم کر کے مستقبل کا لائحہ عمل بنانا ہوگا۔

بھارت ہو یا امریکہ ہمیں کسی سے جنگ نہیں کرنا لیکن ہمارے کشمیری بھائیوں کو پیلٹ گن سے اندھا کیا جاتا رہے، خواتین کی عزت پامال کی جائے، نوجوانوں کو غائب کر دیا جائے یا گولیوں سے بھون دیا جائے، ہمیں یہ کب تک برداشت کرنا ہے۔ اِس کا کوئی حل تو نکالنا ہوگا۔ ہم کب تک خاموش تماشائی بن کر یہ ریاستی دہشت گردی برداشت کرتے رہیں گے۔ اِس طرح اگر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کرتا ہے تو کیا ہمیں مزاحمت بھی نہیں کرنی چاہیے؟ کیا ہم گردن جھکا کر خود کو ذبح ہونے کے لیے پیش کر دیں گے؟ کچھ تو کرنا ہوگا۔ سوچیے ذرا ذہن پر زور ڈال کر سوچیے! کیا ہمارے بچنے کا اس کے سوا کوئی راستہ ہے کہ ہم حقیقت میں مصطفویؐ ہو جائیں اور اللہ کے دامن سے چمٹ جائیں؟ ہرگز ہرگز نہیں، کوئی دوسرا راستہ نہیں، کوئی دوسرا آپشن نہیں، تو پھر آگے بڑھیے! خود مسلمان بنیں یعنی حقیقی مسلمان اور دوسروں کو یہ راہ دکھائیں اور نفاذِ اسلام کے لیے عملی قدم اٹھائیں۔

ہر انسان کے ساتھ ایک chip لگادی گئی ہے

سورۃ العادیات کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 27 جنوری 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراہیم

سلسلہ وار مطالعہ قرآن مجید کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ العادیات کا مطالعہ کریں گے۔ یہ سورت مصحف میں 100 ویں نمبر پہ ہے اور اس کے بعد صرف 14 سورتیں ہیں۔ قرآن مجید کے اس حصے کی اکثر سورتیں مکی ہیں اور ان میں ایک خاص طرح کی گروپنگ ہے۔ انہیں گروپوں میں سے ایک گروپ ان چار سورتوں یعنی سورۃ الزلزال، سورۃ العادیات، سورۃ القارعۃ، اور سورۃ التکاثر کا بھی ہے۔ یہ چاروں سورتیں بالکل ہم وزن ہیں اور ان کا حجم بھی ایک جیسا ہے۔ قرآن مجید کے آخری پارے کی اکثر سورتوں میں مرکزی مضمون ''انذار آخرت'' کو ایک خاص اسلوب اور منفرد انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ انہی میں سے ایک خاص اور منفرد انداز سورۃ العادیات کا بھی ہے جس کا آغاز ایک خاص انداز میں پے در پے قسموں سے ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے سورۃ العادیات قرآن مجید کی ان چار سورتوں، سورۃ الصافات' سورۃ الذاریات' سورۃ المرسلات اور سورۃ النازعات کے بعد پانچویں اور آخری سورت ہے جن کا آغاز اس انداز میں ہو رہا ہے۔

﴿وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ①﴾ ''قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے۔''

قسم کا اصل مقصد ہے کسی کو گواہ کے طور پر پیش کرنا اور گواہ وہی معتبر ہوتا ہے جس کی کوئی تردید نہ کر سکے۔ اسی لیے ہم جب قسم کھاتے ہیں تو اللہ کی قسم کھاتے ہیں کیونکہ کائنات کی سب سے بڑی اور عظیم ہستی اللہ کی ہے۔ وہ ہر چیز پر واقعی گواہ ہے اور تمام حقائق سے واقف بھی ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لیے تو لازم ہے کہ وہ جب بھی قسم کھائے تو اللہ کی ہی کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر علم میں اور مقام و مرتبے میں کوئی ہے ہی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب قرآن مجید میں قسم کھاتے ہیں تو ہمیشہ اس شے یا اس حقیقت کی قسم کھاتے ہیں جس کی کوئی انسان تردید کر ہی نہیں سکتا۔ مثلاً ﴿والعصر﴾ ''قسم ہے زمانے کی''۔ اس میں زمانے کو گواہ بنایا گیا اس حقیقت پر جو سورۃ العصر میں بیان ہوئی اور کوئی انسان اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہ قرآن مجید کا ایک خاص اسلوب ہے۔ عربوں کے ہاں بھی قسم کھانے کا بہت رواج تھا۔ وہ بھی اللہ کی قسم کھاتے تھے۔ جیسے واللہ، باللہ، تاللہ۔ نیز اس زمانے میں کلاسیکل ادب اور ادب کی اعلیٰ ترین شکلیں صرف عربی زبان میں موجود تھیں اور عربی ادب میں ''سبعہ معلقہ'' کا ایک خاص مقام تھا۔ جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی تو عربوں کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ زبان پر جو اصل قدرت ہمیں حاصل ہے اور ہمارے پاس بیان کرنے کے جو انداز ہیں وہ شاید دنیا کے کسی اور زبان میں نہیں ہیں۔ تو اس لحاظ سے وہ اپنے آپ کو عرب (اہل زبان) کہتے تھے اور باقی دنیا کو عجم (گونگے) کہتے تھے۔ لیکن قرآن مجید نے اسی میدان میں عربوں کو زوردار شکست دے دی کہ تم کہتے ہو کہ یہ کلام اللہ کا نہیں ہے محمد (ﷺ) نے اپنے پاس سے خود ہی وضع کر لیا ہے تو پھر اس جیسا قرآن لے آؤ۔ بڑے تم ''سبعہ معلقہ'' کے علمبردار بنے پھرتے ہو اور اپنی زبان دانی پر تمہیں بڑا ناز ہے تو چلو قرآن نہ سہی اس جیسی 10 سورتیں ہی لے آؤ۔ حتیٰ کہ آخر میں صرف ایک سورت کا کہا گیا مگر عربوں نے یہ چیلنج قبول نہیں کیا کیونکہ انہیں صاف معلوم تھا کہ مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ ان میں بڑے بڑے شعراء اور ماہر لسانیات خطباء موجود تھے اور عام عرب بھی اسی بنیاد پر غیر عربوں کو عجمی کہتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک غیر عرب زبان و ادب سے نابلد تھے۔ لیکن قرآن مجید میں جو اسلوب و انداز اختیار کیے گئے انہوں نے عربوں کو بھی مات دے دی۔

اس آیت میں گھوڑوں کی قسم کھائی جا رہی ہے اور گھوڑوں میں پائے جانے والے ایک خاص وصف کی طرف اشارہ کر کے انسان کو شرم دلائی جا رہی ہے۔

﴿فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ②﴾ ''پھر وہ سُم مار کر چنگاریاں نکالتے ہیں۔''

وہ جنگی گھوڑے جو مالک کے اشارے پر میدان جنگ میں کود جاتے تھے اور ان کی برق رفتاری کی وجہ سے ان کے پاؤں میں لگی ہوئی لوہے کی سمیں پتھریلی زمین سے ٹکرا کر چنگاریاں نکالتی تھیں۔ اس زمانے میں جب جنگیں ہوتی تھیں تو مدمقابل قوتوں کے پاس ایک جیسے ہی ہتھیار ہوتے تھے۔ چاہے کوئی بڑی سے بڑی طاقت ہو یا چھوٹے سے چھوٹا ملک، ان کے پاس تلواریں، خود، نیزے، تیر اور ڈھال وغیرہ ہی وہ اسلحہ ہوتا تھا جو جنگ میں استعمال ہوتا تھا اور اس سامان جنگ میں جنگی گھوڑوں کو اولین اہمیت حاصل ہوتی تھی۔ کیونکہ گھوڑوں کا رسالہ آگے بڑھ کر جب حملہ کرتا تھا اور دشمن کی صفوں میں گھس کر کھلبلی مچاتا تھا تو اس سے پیادہ فوج فائدہ اٹھاتی تھی اور اسے پیش قدمی کا موقع ملتا تھا۔ چنانچہ اس وجہ سے جنگی گھوڑوں کی اس زمانے میں بڑی اہمیت اور قدر و قیمت تھی اور یہاں بھی اس آیت میں گھوڑوں کی اسی خصوصیت کا بیان ہے کہ کس طرح وہ گھوڑے اپنے مالک کے ایک اشارے پر اپنی جان کی پرواہ

کیے بغیر دشمن کی صفوں میں گھس جایا کرتے تھے اور اپنے مالک کا بھرپور ساتھ نبھاتے ہوئے میدان جنگ میں اتنی قوت اور برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے تھے کہ ان کی سموں سے چنگاریاں نکلتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔

﴿فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ③﴾ ’’پھر وہ علی الصبح غارت گری کرتے ہیں۔‘‘

عربوں کا ایک خاص معاملہ تھا۔ قریش کے ہاں تجارت کا رواج عام تھا جس کے لیے اونٹ کا استعمال زیادہ تھا لیکن باقی قبائل میں سے اکثر لوٹ مار اور قتل و غارت گری میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ اس کے لیے وہ گھوڑوں کا استعمال کرتے تھے اور علی الصبح جب سب لوگ بے خبر سو رہے ہوتے تھے تو وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر چڑھائی کرتے تھے اور سب کچھ غارت کر دیتے تھے۔

﴿فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ④﴾ ’’پھر وہ اس سے گرد اُڑاتے ہوئے جاتے ہیں۔‘‘

گھوڑا جب کچی زمین پر دوڑتا ہے تو اس کے پاؤں زمین پر پڑنے سے گرد و غبار اُڑتا جاتا ہے۔ عرب کے صحراؤں میں جب تیز رفتار گھوڑوں پر مشتمل رسالہ کہیں سے گزرتا تھا تو اس کے پیچھے گرد و غبار کا طوفان یوں اُٹھتا تھا جیسے بادلوں پر مشتمل آندھی ہو۔

﴿فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ⑤﴾ ’’پھر اس کے ساتھ وہ (دشمن کی) جمعیت کے اندر گھس جاتے ہیں۔‘‘

یہاں میدان جنگ کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ جب گھوڑا اپنے مالک کے اشارے پر تیروں اور نیزوں کی پرواہ کیے بغیر دشمن کی صفوں میں گھس جاتا ہے۔ یعنی جانتے بوجھتے موت کے منہ میں جا رہا ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اپنے مالک کا وفادار ہے۔ وہ مالک جس نے اس کو پیدا نہیں کیا، صرف اسے کھلاتا پلاتا ہے، لیکن اس پر بھی گھوڑے کی احسان مندی کا یہ عالم ہے کہ وہ مالک کے ایک اشارے پر اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے، اپنا خون پسینہ ایک کرتا ہے۔ گھوڑے کا یہی وصف ان قسموں کا مرکزی نکتہ ہے جن کو اس بات پر گواہ بنایا جا رہا ہے کہ:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ⑥﴾ ’’یقیناً انسان اپنے رب کا بہت ہی ناشکرا ہے۔‘‘

دوسری طرف وہ انسان ہے جس کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے، جس نے اسے شرف انسانیت بخشا ہے، اسے اشرف المخلوقات بنایا ہے، اسے عقل و شعور عطا کیا اور مختلف صلاحیتیں دیں لیکن اس کے باوجود انسان اپنے رب کی ناشکری کرتا ہے اور اپنے رب کا وفادار بندہ بننے کی بجائے غیر اللہ کی وفاداری کرتا ہے۔ یعنی شرک کرتا ہے۔

اہل عرب بھی اللہ کے منکر نہیں تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ ہی ان کا رب ہے۔ ﴿وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ﴾ (لقمان:25) ’’اور (اے نبی ﷺ!) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!‘‘

قرآن میں کئی جگہوں پر یہ بات آئی ہے اور کہیں انہوں نے اس بات سے انکار نہیں کیا بلکہ تسلیم کرتے تھے کہ اللہ ہی رب ہے۔ اسی نے پیدا کیا ہے اور وہی خالق و مالک ہے لیکن پھر ساتھ اس کے شریک بھی مقرر کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے اور کہتے تھے یہ اللہ کی چہیتی بیٹیاں ہیں، ہم ان پر چڑھاوے چڑھائیں گے، نذر، نیاز دیں گے تو یہ اللہ سے ہماری بات منوا لیں گے کیوں کہ ان کا بس چلتا ہے اور یہ اللہ کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے۔ یہی ان کی ناشکری تھی کہ اللہ کو پہچانتے بھی تھے مگر اس کے ساتھ شرک کر کے اس کی

پریس ریلیز 3 فروری 2017ء

ہم ستر سال بعد بھی حقیقی آزادی سے محروم ہیں

حافظ سعید کو امریکہ اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کو خوش کرنے کے لیے نظر بند کیا ہے

اسلام دشمن قوتوں کے سامنے جتنا جھکیں گے وہ اُتنا ہی ہم پر چڑھائی کرتے چلے جائیں گے

حافظ عاکف سعید

کیا ہم ستر سال بعد بھی حقیقی آزادی سے محروم ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے جماعۃ الدعوہ کے سربراہ حافظ سعید کی بین الاقوامی دباؤ پر نظر بندی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کے نئے صدر نے حلف اٹھاتے ہی اسلامی ممالک کے خلاف جو جارحانہ رویہ اختیار کیا ہے اس سے ہمارے حکمرانوں کی ٹانگیں کانپنے لگی ہیں اور اُنہوں نے محض پیش بندی کے طور پر جناب حافظ سعید کو نظر بند کر دیا ہے تاکہ امریکہ اور دوسری اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کو یہ پیغام دیا جا سکے کہ پاکستان اس سلسلہ میں اُن سے ہر قسم کا تعاون کرے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت حافظ سعید کو نظر بند کر کے توہین عدالت کی مرتکب ہوئی ہے اس لیے کہ ہماری عدالت حافظ سعید کو تمام الزامات سے باعزت بری کر چکی ہے، اگر اُن سے اب کوئی جرم سرزد ہوا ہے تو کھلی عدالت میں قانونی کارروائی کی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایسے اقدامات سے اسلام دشمن قوتیں کبھی خوش نہ ہوں گی۔ قرآن حکیم ہمیں چودہ سو سال پہلے بتا چکا ہے کہ یہود و نصاریٰ تم سے اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک تم اپنا دین چھوڑ کر اُن کا دین اختیار نہ کر لو۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام دشمن قوتوں کے سامنے جتنا جھکیں گے وہ اُتنا ہی زور دار انداز میں ہم پر چڑھائی کرتے چلے جائیں گے۔ ہماری نجات اور بچت کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم حقیقی مسلمان بنیں اور پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں اس صورت میں دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

وحدانیت کا انکار بھی کرتے تھے۔

﴿وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝۷﴾ ''اور وہ خود اس پر گواہ ہے۔''

وہ اپنے اس طرزِ عمل سے خوب واقف ہے۔ جیسا کہ سورۃ القیامہ میں فرمایا گیا: ﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝۱۴﴾ ''کہ انسان اپنے خیالات' جذبات اور کردار کے بارے میں خود سب کچھ جانتا ہے۔ چنانچہ انسان خوب جانتا ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنے رب کی ناشکری کا مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو رب ایک دفعہ پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی اُٹھا سکتا ہے اور حساب کتاب لے سکتا ہے مگر ڈھٹائی کے ساتھ قیامت کا انکار کر رہا ہے، کہتا ہے قیامت کیسے آئے گی؟ دوبارہ کیسے اُٹھیں گے جبکہ ہماری ہڈیاں مٹی میں مل کر مٹی ہو چکی ہوں گی اور ہمارے جسم کے ذرات بھی تحلیل ہو چکے ہوں گے؟ تو اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ اللہ کی قدرت پر انہیں کوئی شبہ ہے۔ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ آخرت کا انکار کر کے دنیا میں ڈھٹائی کے ساتھ اپنی مرضی کی زندگی گزاریں۔ ان کے پاس جو اختیار و اقتدار ہے اس کا خوب ناجائز فائدہ اٹھائیں۔ جہاں بس چلے دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالیں۔ اصل سبب یہ ہے۔

﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝۸﴾ ''اور وہ مال و دولت کی محبت میں بہت شدید ہے۔''

مال و دولت کی محبت انسان کو آخرت کے خوف سے غافل کر دیتی ہے اور اسی وجہ سے انسان حرام و حلال کی تمیز بھی کھو بیٹھتا ہے، دوسروں کا مال ناحق غصب کرنا، دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا، یہ سب وہ بیماریاں ہیں جو اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ آخرت کا خوف انسان کے دل سے نکل جاتا ہے اور اس کی بڑی وجہ دنیا اور مافیہا سے محبت ہے۔

﴿اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝۹﴾ ''تو کیا وہ اُس وقت کو نہیں جانتا جب نکال لیا جائے گا وہ سب کچھ جو قبروں میں ہے۔''

موت سے تو کوئی انکار نہیں کرتا۔ سب کو معلوم ہے کہ ایک دن مرنا ہے اور قبروں کے اندر جانا ہے لیکن اصل مسئلہ دوبارہ جی اُٹھنے کا ہے جس پر انسان شک میں پڑا ہوا ہے۔ حالانکہ انسان کے اندر جو اللہ تعالیٰ نے فطرت رکھی ہے یعنی اپنی پہچان کروائی ہے، انسان کے نفس میں اچھائی اور برائی کی جو تمیز اللہ نے رکھی ہے اس کے لحاظ سے وہ خوب جانتا ہے کہ اس کا حساب بھی ہونا ہے۔ پہلا انسان خود نبی تھا اور اس کے بعد وقفے وقفے سے نبی اور رسول آتے رہے ہیں جو قیامت اور آخرت سے باخبر کرتے رہے ہیں لیکن اگر نبی اور رسول نہ بھی آتے تو خود ہر انسان کے اندر موجود فطرت اور اس کے نفس میں موجود اچھائی اور برائی کی تمیز سب سے بڑی دلیل ہے کہ ایک دن اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اور حساب ہونا ہے۔ انسان کو اس کا نفس اُکساتا ہے ظلم پر، زیادتی پر، دوسروں کے حقوق پر دست درازی کرنے اور ڈاکہ ڈالنے پر، مگر اندر سے انسان سمجھتا ہے کہ وہ غلط کر رہا ہے۔

﴿وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝۱۰﴾ ''اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے۔''

ایک تو انسان نے جو بھی اچھے بُرے اعمال کیے ہوئے ہوں گے وہ سب ظاہر ہو جائیں گے۔ جیسے ہم سورۃ الزلزال میں پڑھ چکے ہیں کہ: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷﴾ ''تو جس کسی نے ذرّہ کے ہم وزن بھی کوئی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔'' ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸﴾ ''اور جس کسی نے ذرّہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''

لیکن اس سے بھی آگے بڑھ کر دلوں میں جو کچھ ہو گا وہ بھی ظاہر کر دیا جائے گا۔ نیتیں، عزائم، ارادے، بغض، حسد، کینہ سب کچھ آشکار ہو جائے گا۔ نیکی، خیر، بھلائی اور فلاح و بہبود کے بڑے بڑے کام کیے لیکن اصل میں نیت کیا تھی؟ یہ بھی دکھا دیا جائے گا۔ کچھ تو ہمیں دنیا میں بھی اندازہ ہو ہی جاتا ہے کہ الیکشن کے قریب آنے پر جب ویلفیئر کے بہت سارے کام شروع ہو جاتے ہیں۔ غریب کا درد یک لخت دلوں میں بڑھنے لگتا ہے، جاجا کر ان سے ملاقاتیں ہو رہی ہوتی ہیں، انہیں گلے سے لگایا جا رہا ہوتا ہے اور مختلف چیزیں تقسیم ہو رہی ہوتی ہیں۔ تو سب کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ آگے پیچھے کیا ہوتا رہا، ساری زندگی سامنے ہے۔ لیکن بہت سی چیزیں انسان کے دل میں ایسی بھی ہوتی ہیں جو ظاہر نہیں ہوتیں، کچھ نیتیں، کچھ عزائم اور کچھ وہ راز جو دوسروں کی تباہی کی غرض سے سینے میں چھپے رہے، وہ سب کچھ اس دن کھول کر رکھ دیا جائے، کوئی شے ڈھکی چھپی نہیں رہے گی۔

﴿اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝۱۱﴾ ''یقیناً ان کا رب اس دن ان سے پوری طرح باخبر ہوگا۔''

ویسے تو وہ رب آج بھی پوری طرح باخبر ہے۔ لیکن انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے یقین نہیں آتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے پورا ریکارڈ اکٹھا کرنے کا انتظام کر رکھا ہے تاکہ روزِ محشر کوئی یہ نہ کہے کہ یہ عمل تو خواہ مخواہ میرے نامۂ اعمال میں آگیا، میں نے تو یہ کام کیا ہی نہیں جس کی مجھے سزا مل رہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا خصوصی اہتمام کیا ہے کہ انسان کے ظاہر اور باطن کی ہر چیز ریکارڈ میں محفوظ ہو جائے: ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ط﴾ ''اور ہر انسان کی قسمت چپکا دی ہے ہم نے اس کی گردن میں۔'' ﴿وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝۱۳﴾ (بنی اسرائیل) ''اور ہم نکال لیں گے اس کے لیے قیامت کے روز (اسے) ایک کتاب (کی شکل میں) وہ پائے گا اسے کھلی ہوئی۔''

انسان کی اصل بدقسمتی آخرت کی ناکامی ہے۔ دنیا میں تو انسان کے ساتھ جو حالات گزر رہے ہیں ان کا تعلق قسمت سے نہیں ہے، امتحان سے ہے۔ کوئی سخت امتحان میں ہے، کسی پر آسانی ہے۔ لیکن جس پر آسانی ہے روزِ محشر اس کا حساب اتنا ہی سخت ہوگا اور جس کا دنیا میں امتحان سخت تھا اس کو روزِ محشر اتنی ہی آسانی میسر ہوگی۔ یعنی پورا پورا انصاف ہوگا، کسی کے ساتھ رتی بھر ظلم نہیں ہوگا۔ چنانچہ کوئی خوش قسمت یا بدنصیب ہے اس کا فیصلہ تو وہاں ہونا ہے۔ لہٰذا یہاں انسان کی گردن کے ساتھ اس کی بدقسمتی چپکا دینے کا مطلب یہی ہے کہ انسان کے ساتھ کوئی ایسا سسٹم لگا دیا گیا ہے جو اس کے ہر عمل، ہر نیت اور ہر سوچ کو بھی مکمل طور پر محفوظ کر رہا ہے اور روزِ محشر اس کو chip کی صورت میں نکال کر انسان کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور یہی chip انسان کی بدقسمتی بن جائے گی کیونکہ اس میں ایک ایک لمحے کا سارا ریکارڈ موجود ہوگا اور انسان خود اعتراف کرے گا کہ: ﴿وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ج﴾ (الکھف:49) ''اور کہیں گے: ہائے ہماری شامت! یہ کیسا اعمال نامہ ہے؟ اس نے تو نہ کسی چھوٹی چیز کو چھوڑا ہے اور نہ کسی بڑی کو' مگر اس کو محفوظ کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی ایمان کی دولت عطا فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو بھی تاکہ وہ اسلام کے سچے نمائندے بن کر اس ملک میں بھی اور پوری دنیا میں بھی صحیح رول ادا کر سکیں۔ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنَا حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ آمین!

انذارِ آخرت کے مضمون کی حامل ان سورتوں میں سے ہر سورت کی تلاوت کے بعد یہ دعا ضرور کرنی چاہیے کہ اے اللہ! تو ہم سے آسان حساب لینا اور اپنی خصوصی رحمت سے ہمارے گناہوں کو معاف کر دینا۔

نیا چودھری

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

گلوبل ویلیج کے نئے چودھری نے دھوم دھڑ کے سے ذمہ داری سنبھال لی۔ جو بڑھک بازی انتخابات کے دوران کر چکے تھے...... خیال تھا کہ ذمہ داری سنبھالنے کے بعد شاید بوجھل شانے جھک جائیں اور لب ولہجہ نرم پڑ جائے...... تاہم ثابت یہی ہوا...... یہ وہ نشہ نہیں جسے حلف اتار دے۔ اپنے خیالات کو بدستور مزید دلائل کے ساتھ مزین کر کے پیش کر رہے ہیں۔ درجہ بہ درجہ فتنۂ دجال آگے بڑھ رہا ہے۔ نبی ٔصادق ﷺ کے فرمودات کے مطابق حالات میں شدت پیدا ہونا وقت کا تقاضا ہے۔ جیسے یہ ممکن نہیں کہ رات کے 2 بجے سورج طلوع ہونے کی امید رکھی جائے۔ رات نے خوب گہرا ہونے کے بعد آہستہ آہستہ سویرے کو جگہ دینی ہے۔ سو مسلم دنیا جن حالات سے گزر رہی ہے نہ نئے ہیں نہ انہونے...... یہ تو ہونا ہی ہے۔ یہ سیکولرازم کا بخار صرف مسلم دنیا کو چڑھانا ضروری ہے، اسلام سے جان چھڑانے کے عالمی ایجنڈوں کے تحت...... فتنۂ دجال کی بھرپور تیاری میں مصروف دنیائے صلیب اور یہود ہر آن گریٹر اسرائیل، ہیکل سلیمانی کی تعمیر (جس کے بعد ان کے مسیح الدجال کی آمد متوقع ہے) کی طرف مذہبی جوش وخروش سے بڑھ رہے ہیں۔

حلف برداری سے پہلے ہر امریکی صدر چرچ میں صبح کی عبادت میں شریک ہوتا ہے۔ سو ٹرمپ نے بھی بیوی کے ساتھ شرکت کی۔ حلف برداری دو انجیلوں پر ہاتھ رکھ کر ہوئی...... ایک ماں کا تحفہ تھی اور دوسری تاریخی لنکن بائیبل! پادریوں، بشپوں، یہودی ربیوں کے جھرمٹ اور دعاؤں کے حصار میں یہ تقریب مکمل ہوئی۔ 21 جنوری، حلف برداری سے اگلا دن امریکی روایت کے مطابق قومی یوم دعا تھا، سو ہوا! ہمیں اسلامی تشخص اسلام، قرآن، دعاؤں، علماء سے بیگانہ کر کے دنیائے مغرب پورے مذہبی جنون کے ساتھ ہم سے آخری صلیبی جنگ، صہیونی معرکے (آرمیگڈون) کی تیاری میں ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ ذمہ داری سنبھالتے ہی ٹرمپ نے مسلمانوں پر لفظی بوچھاڑ بحال کر دی۔ نیتن یاہو، اسرائیلی وزیر اعظم سے گرم جوشی سے اظہار تعلق جتاتے ہوئے امریکہ کے دورے کی دعوت دی۔ اسرائیل کے مقبوضہ مشرقی بیت المقدس میں متنازع یہودی بستی کی تعمیر کی منظوری دی۔ اسرائیل میں امریکی سفارت خانے کو مقبوضہ بیت المقدس منتقل کرنے کے حوالے سے بھی وائٹ ہاؤس کے مطابق بات چیت شروع ہو گئی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف گلوبل چودھری کے یارانے کی فہرست کا اگلا رکن مودی ہے۔ گجرات میں مودی وزارت اعلیٰ کے دور میں مسلمانوں کے قتل عام کا چیمپئن مودی اور ٹرمپ مشترک دشمن رکھتے ہیں۔ ٹرمپ کی مسلمانوں کے بارے سخت گفتگو انتہا پسند ہندوؤں کو بہت بھائی۔ دونوں نے باہم گرم جوشی کا اظہار کیا۔ ٹرمپ نے بھارت کو سچا دوست اور امریکہ کا شریک کار قرار دیا۔

ٹرمپ کی شہ سرخیوں میں پہلی گفتگو جو رپورٹ ہوئی وہ یہ کہ اسلامی دہشت گردی کا خاتمہ کر دیں گے۔ ٹرمپ کی زبان سے جھڑنے والے زقوم کے پھولوں کا یہ ہار مسلم دنیا کو پیش کیا گیا۔ پچھلا دور اوباما کا منافقانہ مکاری کا دور تھا جس میں مسلمانوں کو ساتھ رکھ پیچھے لگا کر دہشت گردی کا نام نہاد پہاڑا پڑھتے یہ پوری مسلم دنیا پر چڑھ دوڑے۔ چند ہزار جانوں کا بدلہ (9/11) لاکھوں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا کر لیا۔ افغانستان، عراق، مصر، لیبیا، یمن کو رگیدا...... شام چونکہ احادیث میں مرکزی حیثیت کی حامل سرزمین تھی امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے حوالے سے، سو اس کی اینٹ سے اینٹ بجائی۔ خون کی ندیاں بہائیں۔ سعودی عرب کی معیشت کی بربادی کے بالواسطہ سامان ہوئے۔ پاکستان کو دیہاڑی دار مزدور کی طرح استعمال کر کے ایک طرف امن واستحکام، آزادی وخود مختاری سلب کر لی۔ معاشی طور پر کولیشن سپورٹ فنڈ کو ڈومور سے نتھی کر کے اور مارو، مزید مارو کا ایجنڈا تھما دیا۔ جس کے تحت ہم اسلام پسندوں کے پسندے بنا کر بیچتے رہے اور معیشت چلاتے رہے۔ سیاسی عدم استحکام مسلسل دھرنوں، مقدموں، الزام تراشیوں، دعویٰ جواب دعویٰ میں الجھائے ہوئے ہے۔

ٹرمپ نے فرمایا: آج سے نیا وژن ملک کا نظام سنبھالے گا جو مہذب دنیا کو اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف اکٹھا کرے گا۔ مہذب دنیا......؟ ہم جنس پرستی، برہنگی، فحش کاری، کتے سجاتی سنوارتی اور انسانوں (مسلمانوں) کو لاشوں کے ڈھیر میں بدلتی چنگیز ہلاکو کو شرماتی مہذب دنیا......؟ شام، فلسطین، کشمیر، برما، وسطی افریقہ میں کارفرما کفر کی انتہا پسندی، بنیاد پرستی تو عین مستحسن ومطلوب ہے! کٹتے، مرتے، لٹتے مسلمان اگر تنگ آمد بہ جنگ آمد ہتھیار اٹھالیں تو وہ دہشت گردی ہے؟ ایک کروڑ شامی مہاجر، 2 لاکھ بچے یتیم، 10 لاکھ شہید، 15 لاکھ زخمی ہو گئے۔ روسی، نیٹو، امریکی، ایرانی شامی فوجیں، لبنانی حزب اللہ ملیشیا اور بقول اوباما 65 ممالک اس جنگ کے پس پشت موجود ہیں! مزید ٹرمپ کسے اکٹھا کرے گا؟

مسلمانوں کا امریکہ داخلہ روکنے کے لیے 7 مسلم ممالک کی فہرست (ابتدائیہ کے طور پر) تیار کر کے مسلمانوں کے خلاف اقدامات کا باضابطہ آغاز کر دیا ہے۔ ٹرمپ صدارتی حکم نامہ جاری کر رہے ہیں۔ اس پر پاکستانی سیکولر نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: بہت برا کیا۔ کم از کم سیکولر افراد (مسلمان) کو تو استثناء ملنی چاہیے۔ جو امریکہ سے باہر بیٹھ کر بھی دل کے امریکن ہیں۔ ایسے لوگوں کی تو ہم بھی سفارش کریں گے کہ دل کے سارے امریکن اگر امریکہ چلے جائیں تو پاکستان، پاکیزہ ہو جائے گا۔ تاہم یہ عجب ہے کہ امریکی جمہوریت کو پاکستانی تڑکا لگ گیا ہے۔ لہٰذا ٹرمپ کے کرسی پر بیٹھتے ہی اپوزیشن لنگر لنگوٹ کس کے کرسیٔ صدارت کے چاروں پائے پاکستانی سٹائل پکڑ کر الٹانے کے درپے ہو گئی۔ ٹرمپ کے خلاف امریکی خواتین بھی چڑھ دوڑیں۔ حلف برداری کے ساتھ ہی 5 لاکھ افراد کا مظاہرہ ہوا۔ مجموعی طور پر دیگر شہروں کو ملا کر 20 لاکھ لوگ شریک ہوئے۔ دنیا کے 670 شہروں میں مظاہرے ہوئے۔ دھرنا بھی کہا جا سکتا ہے جز وقتی۔ تحریک انصاف وائرس سرایت کر گیا۔ یہ تو ہماری ٹام جیری شو جمہوریت ہوتی ہے، ایک دوسرے کے پیچھے لپکتی چوہا بلی کھیل حکمرانی کا!

ٹرمپ کی آمد کے ساتھ ہی جارحانہ رویے شدت اختیار کر گئے۔ ادھر تحریک انصاف کی رہنما عظمیٰ کاردار نے سپریم کورٹ میں اندر جانے سے روکنے پر دروازے کا

شیشہ توڑ دیا۔ اُدھر ٹرمپ کی مشیر خاتون نے صدارتی عشائیے میں ایک شخص کو 3 مکے جڑ دیئے۔ دو مہمانوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا۔ انہوں نے صلح صفائی کی کوشش کی...... جھگڑا نہ رکا تو درشتگی کو ٹرمپی مکے جڑ دیئے! ٹرمپ نے سی آئی اے کا دورہ کرتے ہوئے بیان دیا: امریکہ کو محفوظ بنانے میں سب سے نمایاں کردار سی آئی اے کا ہے۔ سی آئی اے...... دنیا بھر کی ایجنسیوں کا ماسٹر ٹریز اور باپ (ناجائز) ہے۔ آج دنیا میں ہر جگہ اصل حکمرانی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی ہے۔ رہے سول حکمران تو...... ناحق ہم مجبوروں پر ہے تہمت خود مختاری کی! سو ٹرمپ تک کو سی آئی اے کو سلامی پیش کرنی پڑی! جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ سو ساری بھینسیں انہی کی ہیں اور سارے فارم بھی!

نجانے کیوں ہمارے ہاں راحیل شریف کے کرسی سے اترتے ہی 190 ایکڑوں کی کہانی چل پڑی۔ جس پر جنرل (ر) اعجاز اعوان نے کہا کہ یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ پاکستان میں ہر جانے والے کے حصے میں ایسی بدقسمتی بھی مربعوں، ایکڑوں، فارم ہاؤسوں کے ساتھ بندھی آتی ہے۔ دودھ میں دھلے نہائے کرسی پر بیٹھنے والے ہوتے ہیں اترنے والے نہیں! کرسی پر بیٹھا اگر پرویز مشرف نہ ہو تو تہجد گزار پارسا بنا دیا جاتا ہے۔ آئی ایس پی آر نے سختی سے نوٹس جلد لے لیا اور بتایا کہ ہر آرمی چیف کو ریٹائرمنٹ پر اتنی ہی زمین الاٹ ہوتی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ وہ تو (بے چاری چپ کر کے) ریونیو ریکارڈ میں رجسٹر کرتی ہے۔ ہمیں افسوس ہوا کہ راحیل شریف ریٹائر کیوں کر دیئے گئے؟ اگر ہر آرمی چیف جلدی جلدی اپنے وقت پر 90، 190 ایکڑ لے کر ریٹائر ہوتا رہا تو بھارت فتح کرنا بارڈر پار نا گزیر ہو جائے گا...... ورنہ اتنی زمین کہاں سے آئے گی؟ آئی ایس پی آر نے کہا تھا کہ سب افسروں جوانوں کو زمین ملتی ہے...... یہ تو زمین کا بحران پیدا ہونے کو ہے۔ اس پر سوچ بچار لازم ہے۔ سو مسئلہ یا قصور راحیل شریف کا ہرگز نہیں۔ حاشا وکلا نہیں۔ یہ تو میرٹ اور قواعد وضوابط ہیں!

ایک نیا مسئلہ یہ بھی ہے کہ دودھ میں فارملین ملا کر ہمارے مردے محفوظ کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ بھلا کیوں......؟ میانی صاحب سے مردے غائب ہونے کے واقعات کی خبر آئی ہے۔ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے...... مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔ (ٹرمپ نے اپنے دروازے بند کر لیے ہیں!) قبروں پر سکیورٹی گارڈ رکھوائیے! ❁❁❁

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

ابوعبداللہ

داغ فراق صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

استاذ العلماء، رئیس وفاق المدارس العربیہ، صدر اتحاد تنظیمات مدارس اور ملک کی معروف دینی درس گاہ جامعہ فاروقیہ کے بانی مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قحط الرجال کے موجودہ دور میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کی جدائی کو دنیائے علم وعمل کا سب سے بڑا علمی وتعلیمی حادثہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ وہ اس وقت ہمارے اسلاف کی ایمان افروز روایات کے امین، محافظ اور داعی تھے۔ حضرتؒ کی علمی، فقہی، دینی، تدریسی، تحقیقی، تصنیفی، خدمات کا سرسری جائزہ بھی لیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے رفع درجات کے لیے کیا کیا اسباب پیدا فرماتے ہیں اور کس طرح محیر العقول صفات وکمالات ایک شخصیت میں جمع فرما دیتے ہیں۔

آپؒ ہندوستان کے علاقے تھانہ بھون کے قصبہ حسن پور لوہاری میں 25 دسمبر 1926ء کو پیدا ہوئے۔ رواج کے مطابق ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ پھر مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں پانچ سال تک زیر تعلیم رہے۔ حضرت شیخ الحدیث سلیم اللہ خانؒ کا حافظہ انتہائی تیز تھا۔ بعض روایات کے مطابق آپ نے صرف 27 دن میں قرآن مجید حفظ کیا۔ درسِ نظامی کے آخری تین سال کے لیے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ یہاں اُس وقت کے بڑے اساتذہ کرام سے جملہ علوم وفنون سیکھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔

1947ء میں دارالعلوم سے فراغت سے لے کر وفات سے دو دن قبل تک آپؒ کی زندگی کا ہر لمحہ مختلف دینی خدمات میں گزرا، مفتاح العلوم جلال آباد (بھارت) دارالعلوم ٹنڈو الہ یار، دارالعلوم کراچی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن اور آخر میں جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی (کراچی) کی مسند ہائے تدریس آپؒ کے علم وفضل اور تفہیم وتدریس کی زبان حال سے شہادت دے رہی ہیں، جہاں آپ نے کم وبیش ستر سال تک اپنی ممتاز ومنفرد انداز تدریس کے چراغ جلائے۔

حضرت کو 1980ء میں وفاق المدارس العربیہ کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ 1989ء میں آپ کا 27 سالہ دور صدارت وفاق المدارس کا سنہری دور ہے۔

وفات سے تقریباً ایک ماہ قبل آپؒ نے بعض اصلاح طلب امور کی طرف وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کو نہ صرف متوجہ فرمایا بلکہ ناصحانہ تنقید بھی فرمائی۔

زندگی کے آخری دور میں ان کی جدوجہد اور مسلسل خدمات کے ساتھ ساتھ اگر ان کی جسمانی نقاہت وکمزوری کو دیکھا جائے تو تعجب ہوتا ہے کہ وہ کس طرح اس بارگراں کو اٹھائے ہوئے تھے، نہ صرف تدریسی، انتظامی اور تحریکی مشاغل بلکہ تحریری وتصنیفی کام، جو مکمل یکسوئی کا متقاضی ہے، میں بھی ان کی خدمت حیرت انگیز ہیں۔ علم وتحقیق کی شاہکار بخاری شریف کی مایہ ناز شرح ''کشف الباری'' آپؒ کی گراں قدر علمی یادگار ہے۔ آپؒ کی دوسری گرانقدر تصنیف مشکوٰۃ شریف کی آسان اور تحقیقی شرح ''نفحات التنقیح'' ہے۔ آپؒ کی سرپرستی میں شائع ہونے والا رسالہ ماہنامہ الفاروق (اردو، عربی، انگریزی، سندھی) بھی دینی جرائد میں ممتاز مقام کا حامل ہے۔ ابتدائی دور میں ماہنامہ الفاروق کے اداریے حضرت والا تحریر فرماتے تھے۔ یہ اداریے بعد میں ''صدائے حق'' کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔

پاکستان کی مذہبی ودینی قیادت نے آپؒ کی وفات کو امتِ مسلمہ کے لئے ایک عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔ پس ماندگان میں تین صاحبزادوں، تین بیٹیوں، پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کے علاوہ ہزاروں شاگردوں، لاکھوں متعلقین کو چھوڑا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی راہ کے اس مسافر کو آخرت کی تمام ابدی راحتوں اور تمام دائمی نعمتوں سے نوازیں، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں، آمین! ❁❁

فقر پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 8

43 داستانِ اُو مپرس از من کہ من ۔۔۔ چوں بگویم آنچہ ناید در سخن

اس قوم کی داستان مجھ سے نہ پوچھ کیونکہ میں وہ بات کیسے کہہ سکتا ہوں جو بات بیان میں نہیں آ سکتی

44 در گلویم گریہ ہا گردد گرہ ۔۔۔ ایں قیامت اندرونِ سینہ بہ

میرے گلے میں گریہ وزاری نے گرہ لگا دی ہے مسلمانوں کی زبوں حالی کا نقشہ میرے سینے میں ہی بہتر ہے

45 مُسلمِ ایں کِشور از خود نا امید ۔۔۔ عمرہا شُد باخدا مردے ندید

اس ملک کا مسلمان اپنے آپ سے ناامید ہے مدتیں گزر گئیں اس نے کوئی باخدا مرد نہیں دیکھا

46 لَا جَرم از قوتِ دیں بدظن است ۔۔۔ کاروانِ خویش را خود رہزن است

یقیناً وہ دین کی قوت سے بدظن ہے وہ خود ہی اپنے قافلے کو لوٹ رہا ہے

47 از سہ قرن ایں اُمت خوار و زبوں ۔۔۔ زندہ بے سوز و سرورِ اندروں

تین صدیوں سے یہ اُمت خوار اور زبوں حال ہے یہ جذبے اور خوش دلی کے بغیر زندہ ہے

48 پَست فکر و دُوں نہاد و کور ذوق ۔۔۔ مکتب و مُلّائے اُو محرومِ شوق

یہ پست فکر، کم ہمت اور بے ذوق ہوگئی ہے اس کے مکتب اور علماء شوق سے محروم ہیں

43۔ اس مسلمان اُمت کی داستان اور حالات مجھ سے مت پوچھو کہ میں تمہیں در پردہ جاری بے یقینی، بے حیائی، عریانیت، شراب نوشی اور سود خوری و دنیا پرستی کی وبا جو اس قوم کے مؤثر اور اشرافیہ (سیاسی و مذہبی) طبقہ کو گھن کی طرح کھا چکی ہے، کی حقیقی صورت حال بیان نہیں کر سکتا۔ (دورِ غلامی کی مسلم اشرافیہ اور آج کی مسلم اشرافیہ کی کیفیت ایک ہی ہے)

44۔ میں امت مسلمہ کی اس صورت حال پر روتا اور کڑھتا رہتا ہوں جس سے میرے گلے میں کچھ کہنے کی سکت باقی نہیں ہے۔ میرے اندر کا یہ جذباتی تلاطم میرے اندر ہی رہے تو بہتر ہے اصل توجہ حالات پر کڑھنے کی بجائے اصلاحِ احوال پر دینی چاہیے۔

45۔ جنوبی ایشیا کے مسلمان (گزشتہ صدی کے اوائل میں) اپنے آپ سے ناامید ہیں اور مایوس ہے اور غیر اللہ کے اقتدار اور مغرب کی بالادستی سے حد درجہ متاثر ہونے کی وجہ سے بے عمل بیٹھے ہیں (اس لیے کہ بنگال میں مسلمان 1753ء سے غلامی میں ہیں اور پنجاب میں رنجیت سنگھ کے دور (1800ء) سے و علیٰ ھذا القیاس) نسلیں گزر گئیں اس امت نے کوئی رہنما یعنی مردِ درویش دیکھا اور سنا ہی نہیں جو فراست مومنانہ سے بہرہ ور ہو اور حالات کا دیوانہ وار مقابلہ کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو۔

46۔ قابل مذمت بات ہے کہ مسلمان عوام بے عمل اور مسلمان سیاسی و مذہبی رہنما دین کی قوت (اور تائیدِ ایزدی سے) بدظن ہیں (علامہ اقبال نے 1913ء میں جوابِ شکوہ میں مسلمان کی عالمی خلافت اور درویشی کی حکومت کی نوید سنا دی تھی ع

میرے درویش خلافت ہے جہانگیر تری
؎ وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے
؎ کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تاہم منبر و محراب سے اسلام کے عالمی غلبہ اور خلافت کی جہانگیری کی بات بالعموم آج بھی سنائی نہیں دیتی حالانکہ مدارس میں احادیث کی کتب میں اس موضوع پر پورے پورے باب موجود ہیں۔

47۔ جنوبی ایشیا کے مسلمان تین صدیوں (وفات اکبر 1605ء) سے ذلیل و خوار اور قرآن مجید کو چھوڑ کر غیروں کی غلام ہے۔ امت مسلمہ موجود ہے مگر کسی مشن، نصب العین اور خوشنما مستقبل کے حصول کی تڑپ اور سرور سے خالی ہے۔

48۔ یہ امت (یعنی اس کی مذہبی و سیاسی قیادت) سطحی فکر، کم ہمت (بے حوصلہ) ہے اور ملّی و دینی جذبوں سے عاری ہوگئی ہے اور ان کے ہاں فراست مومنانہ کی کمی ہے ان کا ہاتھ حالات کی نبض پر نہیں ہے جدید مغربی عمرانی علوم سے نابلد ہونے کے باعث ہمارے رہنما حالات واقعات کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکے لہٰذا صحیح پیش بندی کے فہم اور اس کی منصوبہ بندی کا فقدان ہے، اگر جدید علوم سے بہرہ ور کالجوں یونیورسٹیوں کے طلبہ حالات حاضرہ سے واقف ہیں تو وہ دین سے نابلد ہیں اس طرح حاملین دین علماء اور مدارس کے فضلاء قرآن و حدیث سے واقف ہیں مگر عصر حاضر میں جن حالات میں آج کے انسانوں پر ان تعلیمات کا اطلاق کرنا ہے ان ظروف و احوال سے لاعلم ہیں کہ کالج اور یونیورسٹی کی ذہنی الجھنیں نہیں سمجھتے۔

اشتراکی نظام کو تباہ کرنے کے بعد یہودی سرمایہ دار مسلمانوں پر کبھی دہشت گردی اور کبھی انتہا پسندی کا ٹھپہ لگا کر انہیں کمزور کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسلامی نظام نہ اُبھر سکے اور اس طرح سرمایہ دارانہ نظام کی استحصالی حیثیت دنیا کے سامنے نہ آ جائے: ایوب بیگ مرزا

مسلمانوں کے پاس فی الحال ایک ہی حل ہے کہ وہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کی راہنمائی میں وہی عدم تشدد کی حکمت عملی اختیار کریں جو آپ ﷺ نے مکہ میں اختیار کی تھی: خالد محمود عباسی

انڈیا میں انتہا پسند ہندوؤں نے اقلیتوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے لیکن عالمی میڈیا ان کو انتہا پسند نہیں کہتا اور نہ ہی ان کی مذمت کرتا ہے: آصف حمید

ٹرمپ کا دنیا سے اسلامی دہشت گردی ختم کرنے کا اعلان کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی حلف برداری کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم دہشت گردی کے خلاف نیا اتحاد بنائیں اور اس کے ذریعے پوری دنیا سے اسلامی دہشت گردی کا خاتمہ کر دیں گے۔ ان کا یہ بیان کیا معنی رکھتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کے نئے صدر ٹرمپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے منہ پھٹ ہیں لیکن حقیقتاً انہوں نے وہی کچھ کہا ہے جو پہلے صدور کرتے چلے آ رہے تھے لیکن یہ ان کی منافقت کا اظہار تھا کہ وہ ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ اسلام میں تو دہشت گردی نہیں ہے اور ہم کسی مذہب کے ساتھ دہشت گردی کو نہیں جوڑتے جبکہ عملاً وہ جو بھی ایکشن لیتے تھے وہ اسلامی ممالک کے خلاف لیتے تھے اور اسلامی شخصیات کے خلاف لیتے تھے۔ یہ شخص چونکہ منہ پھٹ ہے تو اس نے وہی بات کہی ہے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج سے 20 سال پہلے تک یہ لوگ کھلم کھلا اسلام دشمنی کا اظہار نہیں کرتے تھے بلکہ وہ جو بھی کوئی جنگی کارروائی یا زبانی ہرزہ سرائی کرتے تھے تو اسے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس سے پہلے بش نے کروسیڈ کا لفظ استعمال کیا تھا حالانکہ اس نے بعد میں معذرت کر لی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ بش ہی کے دور سے ہی شروع ہو چکا تھا لیکن اس وقت کم از کم زبان سے نہیں کہتے تھے۔ لیکن اب چونکہ مغرب میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کا باقاعدہ ایک ماحول بن چکا ہے اور مسلمان بھی پہلے کی نسبت بہت کمزور ہو چکے ہیں تو لہٰذا ٹرمپ کے کھل کر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ لیکن اس کا ایک پہلو خوش آئند بھی ہے جو کہ میں اس سے پہلے بھی اسی پروگرام میں واضح کر چکا ہوں جب الیکشن مہم کے دوران ساری دنیا کہہ رہی تھی کہ ٹرمپ دنیا کے لیے بہت ضرر رساں ہے اور ہیلری کلنٹن اتنی نقصان دہ نہیں ہے لیکن میں اس وقت بھی یہی کہہ رہا تھا کہ میرے نقطۂ نظر سے ٹرمپ کے مقابلے میں ہیلری مسلمانوں کے لیے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتی۔ دیکھئے! ٹرمپ نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اسلامی دہشت گردی کو ختم کر دوں گا۔ وہ اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ یہ صحیح ہے یا غلط، یہ الگ بات ہے لیکن

مرتب: محمد رفیق چودھری

ٹرمپ نے کھل کر کہہ دیا لیکن اگر ہیلری کلنٹن ہوتی تو وہ کبھی کھل کر نہ کہتی مگر عملی طور پر وہ ٹرمپ سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلم دنیا کے لیے ٹرمپ کا مقابلہ کرنا نسبتاً آسان ہوگا۔ کیونکہ وہ صاف بات کہہ کر پھر اقدام کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے جو صدور آئے خاص طور پر اوباما اور بش، ان دونوں نے اسلامی دنیا کے خلاف بھرپور کارروائی کی لیکن منہ سے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا۔

سوال: ایوب بیگ صاحب کے بقول سابق امریکی صدور مسلم دنیا کے خلاف بھرپور اقدام کرتے تھے لیکن منہ سے نہیں کہتے تھے جبکہ ٹرمپ نے کھل کر مسلمانوں کے خلاف بیانات دیئے ہیں جس کی وجہ سے مسلم دنیا کافی گھبرائی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ایک نیا اتحاد بنا رہے ہیں۔ کیا وہ نیٹو کو چھوڑ کر امریکہ کو ایک نئی جنگ میں جھونکنے والے ہیں؟

آصف حمید: پہلی بات جو اس نے مسلم دہشت گردی کے حوالے سے کہی اس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کلمة حق اُرید باطل۔ بات تو اس نے ٹھیک کی ہے لیکن اس کا مقصد باطل تھا۔ دہشت گردی تو کوئی بھی نہیں چاہتا۔ چاہے وہ اسلامی دہشت گردی ہو یا کسی اور مذہب کی دہشت گردی ہو۔ اصل تشویشناک پہلو یہ ہے کہ اسلامی دہشت گردی کے عنوان سے اب وہ تباہ کاری کا دائرہ کہاں تک پھیلائیں گے۔ یعنی جس طرح پہلے انہوں نے اسامہ اور القاعدہ کی آڑ میں اسلامی دنیا میں تباہی پھیلائی ہے۔ اسی طرح اب وہ اسلامی دہشت گردی کا نام لے کر دنیا میں کیا کیا حرکتیں کریں گے؟ جہاں تک نئے اتحاد کی بات ہے تو اسلامی دنیا میں بھی دہشت گردی کے خلاف ایک نیا اتحاد بن رہا ہے جس کی سربراہی کے لیے راحیل شریف کا نام زیر غور ہے۔ اس کے مقابلے میں وہ ایک نیا اتحاد بنانا چاہتے ہیں جس کے مقاصد میں سرفہرست اسرائیل کے توسیع پسندانہ اقدامات کو مزید تیز کرنا ہے۔ اس تناظر میں ہمیں سب سے پہلے اس بات کو کلیئر کرنا چاہیے کہ دہشت گردی کا اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ دنیا میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس کے پیچھے یہود کا ہی ہاتھ ہے۔ اس کے بہت واضح ثبوت ہر کہیں موجود ہیں۔ فلوریڈا حملہ میں ملوث شخص نے بھی خود اعتراف کیا ہے کہ اسے CIA نے داعش کی طرف دھکیلا تھا۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ دہشت گردی کسی بھی نوعیت کی ہو اس کی نفی کی جائے۔ میانمار میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی دہشت گردی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی دہشت گردی ہے۔ دہشت گردی کو صرف اسلام کے ساتھ نتھی نہ کیا جائے۔ انتہا پسند صرف مسلمان ہی نہیں ہیں بلکہ دوسرے مذاہب میں بھی انتہا پسند گروہ موجود ہیں۔ ہر ملک میں دہشت گردی اور انتہا پسندی پر سے مذہب کا لیبل ہٹا کر اس کو ایک جنرل فارم میں لیا جانا چاہیے اور اس سے نمٹا جانا چاہیے۔ جب تک یہ نہیں ہوگا اور صرف اسلام کو ہی

انتقام کا نشانہ بنایا جائے گا تو اس سے فساد پیدا ہوگا۔لیکن بظاہر محسوس یہی ہو رہا ہے کہ ٹرمپ اور اس کے نئے اتحادی اسلام کے خلاف ایک نئی جنگ کا آغاز کریں اور اس کا ردعمل بھی آسکتا ہے اور اس صورت میں دنیا میں امن وامان نہیں رہے گا۔

ایوب بیگ مرزا: ابھی تک دنیا سے دہشت گردی ختم کرنے میں جو واضح ناکامی نظر آرہی ہے اس کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ اس معاملے میں جانبداری سے کام لیا گیا جس کی وجہ سے یکسوئی کے ساتھ کام نہیں ہوسکا۔

آصف حمید: روس نے جو شام میں کیا وہ دہشت گردی نہیں ہے؟ اسرائیل جو حرکتیں کر رہا ہے کیا وہ دہشت گردی نہیں ہے؟ انہوں نے اپنے اس ٹارگٹ کو خود نقصان پہنچایا ہے اس لیے کہ یہ خود دہشت گرد ہیں مگر ریاستی دہشت گردی کو انہوں نے دہشت گردی کی فہرست سے ہی نکال دیا ہوا ہے۔حالانکہ اس وقت جو مقبوضہ کشمیر اور میانمار میں ہو رہا ہے وہ بدترین ریاستی دہشت گردی ہے۔لیکن ٹرمپ کے نزدیک دہشت گرد وہ ہیں جو وہاں ظلم کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: بڑی حیران کن بات ہے کہ پاکستان کے تعلیمی نصاب میں جہاد کے بارے میں جو آیات اور سورتیں ہیں وہ کسی زمانے میں امریکہ نے خود شامل کروائی تھیں لیکن اب وہی نکلوا رہا ہے۔ یعنی اپنے ایجنڈے کو حاصل کرنے کے لیے کل جنہیں امریکہ امن کا نوبل انعام دے رہا تھا آج وہی اس کی نظر میں دہشت گرد ہوگئے۔لہٰذا حتمی طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اگر دہشت گردی کے خلاف جنگ کا یہی انداز رہا کہ صرف اپنے مطلب کی دہشت گردی کو نشانہ بنایا جاتا رہا تو پھر دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ناکامی مقدر ہے جب تک کہ یہ دہشت گردی کو دہشت گردی سمجھ کر ختم نہیں کریں گے۔ بڑا سیدھا سا سوال ہے کہ کیا نائن الیون کے بعد دہشت گردی بڑھی یا کم ہوئی؟ حالانکہ اس کو ختم کرنے کے لیے کتنے وسائل استعمال کیے گئے؟ کتنی جانوں کو قتل کیا گیا؟

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ دنیا سے مسلم دہشت گردی کا خاتمہ کردوں گا۔آپ کیا سمجھتے ہیں کہ صرف پاکستان یا مسلم ممالک ہی دہشت گردی پھیلا رہے ہیں اور مسلمان ہی اس کے مجرم ہیں۔ آپ کے خیال میں دہشت گردی کی تعریف کیا ہے؟

خالد محمود عباسی: دہشت گردی کی سادہ تعریف یہ ہے کہ جو دنیا میں دہشت پھیلائے، ڈرائے دھمکائے اور دھونس دھاندلی سے کام کرے وہ دہشت گرد ہے۔اس تعریف کے مطابق تو خود ٹرمپ، بش اور امریکہ ہی دہشت گردی میں سرفہرست آتے ہیں۔لیکن جب وہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم اسلامی دہشت گردی کو ختم کریں گے تو وہ بہت صاف بات کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی طاقت کو ختم کریں گے اور اس میں جو بنیاد پرست ہیں پہلے ان کا خاتمہ کریں گے۔لیکن اب بات اس سے آگے بڑھ چکی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جو روایتی اسلام ہے وہ بھی گوارہ نہیں۔

سوال: مسلمانوں کے پاس تو کوئی طاقت ہی نہیں، وہ تو بے چارے پہلے ہی کمزور ہیں، پھر ان کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟

عباسی صاحب: آپ قرآن مجید کو سامنے رکھیں تو اسی طرح کے پسے ہوئے اور مظالم کا شکار بنی اسرائیل بھی تھے لیکن فرعون اور اس کی اسٹیبلشمنٹ کو پھر بھی ان سے خوف اور خطرہ رہتا تھا کہ وہ کہیں منظم ہوکر ہمارے نظام کو گرا نہ

> ٹرمپ 39 اسلامی ممالک کے مشترکہ فوجی اتحاد کے مقابلے میں ایک نیا اتحاد بنانا چاہتا ہے جس کے مقاصد میں سرفہرست اسرائیل کے توسیع پسندانہ اقدامات کو مزید تیز کرنا ہے۔

دیں اور یہ پوٹینشل تو بنی اسرائیل میں تھی اور آج بھی عالمی مقتدرہ کو عالم اسلام سے یہی خطرہ ہے۔

سوال: انتہا پسندی، بنیاد پرستی اور دہشت گردی کیا ہے؟ اور ان میں کیا فرق ہے؟

خالد محمود عباسی: اگر ہم اس کو بالکل عام فہم انداز میں لیں تو جو اسلام کے لازوال اصولوں پر یقین رکھتے ہیں، ان میں کسی لچک اور تبدیلی کے قائل نہیں ہیں اور جو آج بھی سمجھتے ہیں کہ قرآن وسنت کے اصولوں پر ایک معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا وہ بنیاد پرست ہیں۔اس طرح انتہا پسندی یہ ہے کہ بات تو دلیل سے کریں لیکن یہ کہ جدیدیت کو بالکل ہی گوارا کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔ یہ تو فکری سطح کی انتہا پسندی ہوگی۔لیکن ایک انتہا پسندی عملی بھی ہے کہ ڈنڈے کے زور پر اپنی بات منوانا۔اس طرح جب ڈنڈا پکڑ کر آپ زبردستی کرنا شروع کردیں اور آپ کے پاس اتنی طاقت بھی نہ ہو اور آپ پھر بم دھماکے کرکے تنگ کرنا شروع کردیں تو پھر یہی انتہا پسندی دہشت گردی بن جاتی ہے۔

آصف حمید: میں اس حوالے سے کہوں گا کہ یہ تینوں چیزیں ہر نظریہ کے پیروکاروں اور ہر مذہب کے لوگوں میں موجود ہیں۔ بنیاد پرست، انتہا پسند اور دہشت گرد کوئی یہودی بھی ہوسکتا ہے، ہندو بھی ہوسکتا ہے اور سکھ بھی ہوسکتا ہے اور ہیں بھی۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم ہم شعوری طور پر ان شرائط کے ساتھ دہشت گردی کو اسلام کے ساتھ منسلک نہ کریں بلکہ ہم دنیا کو جواب دیں کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں چاہے وہ عیسائی کر رہا ہو، چاہے کوئی ہندو یا سکھ۔لیکن بدقسمتی سے جب بھی ان تینوں چیزوں کا ذکر آتا ہے تو ساتھ ہی اسلام کو بھی ان کے ساتھ نتھی کر دیا جاتا ہے۔ تو اس طرح وہ آپ کے ذہن کو پروگرام کر رہے ہیں کہ جیسے ہی بنیاد پرست کا ذکر آئے تو آپ کے ذہن میں فوراً اسلام کا نام آجائے۔اس وقت انڈیا میں بدترین انتہا پسند ہندو موجود ہیں۔ جنہوں نے وہاں مسلمانوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے لیکن ان کو انٹرنیشنل میڈیا انتہا پسند نہیں کہتا اور نہ ہی ان کی مذمت کر رہا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: میں ایک اور مثال دے دیتا ہوں۔ امریکہ نے ایٹم بم بنایا بلکہ استعمال بھی کیا۔کسی نے نہیں کہا عیسائی بم استعمال ہوا ہے۔انڈیا نے بم بنایا اگرچہ استعمال کی نوبت نہیں آئی اور نہ ہی آسکتی ہے۔ان شاء اللہ لیکن اسے کسی نے ہندو بم نہیں کہا۔لیکن پاکستان نے جب ایٹمی تجربہ کیا تو فوراً کہہ دیا گیا کہ یہ اسلامی بم ہے۔یہ ان کا طرزعمل ہے۔میرے نزدیک ان کے لیے سب سے اہم چیز سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ یہ سرمایہ دارانہ نظام کو بچانے کے لیے کبھی اشتراکی نظام سے ٹکر لیتے ہیں اور اپنی طرف سے اس کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں ایسا پوٹینشل موجود ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کی استحصالی نظم کو ختم کرکے دنیا کو ایک عادلانہ نظام دے سکتا ہے۔اس لیے وہ مسلمانوں پر کبھی دہشت گردی اور کبھی انتہا پسندی کا ٹھپہ لگا کر انہیں کمزور کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسلامی نظام نہ اُبھر سکے۔اور سرمایہ دارانہ نظام کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

آصف حمید: قرآن مجید میں حضورﷺ کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ یہودی ان کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو، ان کو یہ پتا ہے کہ اسلام ہی اصل مذہب ہے۔انہوں نے قرآن واحادیث کا مطالعہ بھی کر رکھا ہے اور انہیں علم ہے کہ بالآخر اسلام ہی نے غالب ہونا ہے اس لیے انہوں نے اسلام کو ٹارگٹ کیا ہوا ہے اور ہر برائی کو اسلام کے ساتھ نتھی کر رہے ہیں۔

سوال: جب بھی دہشت گردی کی بات ہوتی ہے تو ہمارے دینی مدارس کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے اور ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دہشت گردی کی نرسریاں ہیں۔لیکن ہمارے علماء کرام کہتے ہیں کہ مدارس دنیا کی سب سے بڑی

این جی اوز ہیں۔ اس حوالے سے اصل حقائق کیا ہیں؟

خالد محمود عباسی: اس وقت ان کا ٹارگٹ اسلام اور مسلمان ہیں۔ ہمیں اس حوالے سے کیا حکمت عملی بنانی چاہیے یہ علیحدہ سوال ہے۔ البتہ مدارس کے حوالے سے جو علماء کہتے ہیں یہ ان کے اپنے الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کوئی نیا محاذ ہے بلکہ پرویز مشرف کے دور سے ہی مدارس کو ختم کرنے کی حکمت عملی وضع کی جا رہی تھی۔ اس کے جواب میں پرویز مشرف نے یہ کہا تھا کہ ہمارے مدارس دنیا کی سب سے بڑی این جی اوز ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا فلاحی کام یہ کر رہے ہیں۔ یہ ایک پہلو ہے اور یقیناً ہے اور 80 فیصد مدارس اسی طرح کے فلاحی ادارے چلا رہے ہیں، لوگوں کو مفت تعلیم دے رہے ہیں اور ان بچوں کو دے رہے ہیں جن کو ریاست آج تک تعلیم دینے کے قابل نہیں ہو سکی۔ لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ اس وقت جو لوگ بھی مسلح ہو کر مدمقابل ہیں تو کہیں نہ کہیں سے ان کا تعلق مدارس سے بھی جڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے مخالفین کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا ہے کہ مدارس دہشت گردی پھیلا رہے ہیں۔ مغرب یہ بات کم ہی کہتا ہے البتہ جو ہمارے اپنے لوگ اسلام مخالف ہیں اور خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں وہ یہ بات زیادہ کہتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: میں عباسی صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ دہشت گردی میں ملوث بہت سے لوگوں کا تعلق مدارس سے نکلا ہے لیکن کیا یونیورسٹیوں اور کالجز کے لوگ نہیں پکڑے گئے دہشت گردی کرتے ہوئے۔ کراچی میں جو بدترین دہشت گردی ہو رہی تھی کیا ان سب کا تعلق بھی مدارس سے تھا؟ دنیا بھر میں بھی ڈاکٹرز اور انجینئرز جیسے لوگ دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث پائے گئے۔ نائن الیون میں جن لوگوں نے حصہ لیا تھا ان میں مدارس کے کتنے لوگ تھے؟ وہ زیادہ تر یونیورسٹیوں کے ہی تعلیم یافتہ لوگ تھے۔ لہٰذا اگر کوئی یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس وجہ سے مدارس کو بند کیا جائے تو پھر یونیورسٹیوں اور کالجوں کو بھی بند کیا جانا چاہیے۔ لہٰذا کسی بھی مسئلہ کا مستقل اور پائیدار حل نکالنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اگر چند فیصد مدارس دہشت گردی میں ملوث ہیں تو ان کی اصلاح کی جانی چاہیے۔ آپ ایکسیڈنٹ عام ہونے پر گاڑیاں سڑک پر چلنی بند نہیں کر سکتے۔

سوال: انتہا پسندی اور دہشت گردی ختم کرنے کے لیے ہمارے مدارس کیا رول ادا کر سکتے ہیں؟

خالد محمود عباسی: ان کا بہت بڑا رول ہو سکتا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہاں سے کوئی وسیع النظر آدمی نہیں نکلتا۔ اگر ہم نے اصلاح کرنی ہے اور بچانا ہے ان کو بھی اور اپنے آپ کو بھی تو اپنی کچھ غلطیوں پر از سر نو غور کرنا ہوگا، انہیں ٹھیک کرنا ہوگا۔ وہ یہ ضرور کہتے ہیں چاروں مسالک برحق ہیں لیکن وہ دوسرے کے طریقہ نماز کو غلط سمجھتے ہیں اور اپنے گاؤں میں آ کے یہی فتویٰ جاری کرتے ہیں کہ اس طریقے پر نماز نہیں ہوتی۔ تو یہی رویہ درحقیقت انتہا پسندانہ رویہ ہے اور پھر اگلے مرحلے میں جب آپ عملی میدان میں جاتے ہیں تو استدلال کی طاقت کو چھوڑ کر ڈنڈے کے زور پر اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے ہیں تو آپ کی یہ کوشش دہشت گردی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جب ریاست نے ان لوگوں سے کشمیر اور افغانستان میں جہاد کروانے کے لیے استعمال کیا تو پھر ان کے اندر یہ ٹرینڈ بھی آیا کہ ڈنڈے کے زور پر اپنی بات منوائی جا سکتی ہے اور یہیں سے دہشت گردی کو فروغ ملا۔ جس کے نتیجے میں اسلام دشمن قوتوں کو اسلام اور تمام مسلمانوں کو ٹارگٹ کرنے کا جواز مل گیا اور وہ جواز ہم نے خود فراہم کر دیا ہے۔ لہٰذا آج ہمیں اپنی ان غلطیوں کو ٹھیک کرنا پڑے گا۔ ہمارے ہاں جتنا بھی فرقہ وارانہ تشدد ہو رہا ہے اس میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لوگ تو ملوث نہیں ہیں بلکہ ان تمام لوگوں کا تعلق مدارس سے ہے۔

> امریکہ نے ایٹم بم بنایا بلکہ استعمال بھی کیا لیکن کسی نے نہیں کہا کہ عیسائی بم استعمال ہوا ہے۔ انڈیا نے ایٹم بم بنایا، کسی نے اسے ہندو بم نہیں کہا۔ لیکن پاکستان نے جب ایٹمی تجربہ کیا تو فوراً کہہ دیا گیا کہ یہ اسلامی بم ہے۔

سوال: دہشت گردی کو کسی بھی مذہب سے جوڑنا کہاں تک درست ہے؟ کیا دنیا کا کوئی مذہب انسانیت کے قتل عام کی اجازت دیتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: دہشت گردی کو مذہب سے جوڑنا انتہائی جانبداری اور متعصب ہونے کی وجہ سے ہے۔ میں ہرگز نہیں کہتا کہ مسلمانوں میں دہشت گرد نہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمان ہی دہشت گرد ہوتے ہیں۔ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جو شخص بھی ناروا خون بہاتا ہے وہ دہشت گرد ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سویلین کو مارنا تو دور کی بات ہے حالت جنگ کے علاوہ کسی فوجی کو مارنا بھی دہشت گردی ہے۔ اسی طرح اگر ریاستیں اپنے سیاسی و معاشی مقاصد کے حصول کے لیے غلط عذر گھڑ کر کسی دوسری ریاست پر حملہ کرتیں ہیں اور وہاں ناروا خون بہاتی ہیں تو یہ بھی دہشت گردی ہے۔ بلا عذر کسی کا خون کوئی بھی کرے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو دہشت گردی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو کسی سے کوئی نقصان بھی پہنچا ہو تو اس کے ازالے کے لیے قانون موجود ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر سب اپنے اپنے قانون کے دائرے میں رہیں تو تب بھی دنیا میں خون نہیں بہے گا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے کوئی بھی جھوٹا جواز بنا کر خون ناحق بہایا جاتا ہے۔ مغرب اگر افغانستان میں اسلامی نظام کو ختم کرنے کے لیے اور وسطی ایشائی ریاستوں میں اپنا اثر رسوخ بڑھانے کے لیے آیا تو وہ دہشت گردی نہیں تھی لیکن افغانی غیر ملکی قبضہ چھڑانے کے لیے اگر کوئی اقدام کریں تو وہ دہشت گردی ہے۔ چنانچہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ناکامی کی اصل وجہ یہی جانبداری اور دوہرا معیار ہے۔

سوال: بیگ صاحب اور آصف حمید صاحب کا موقف ہے کہ دہشت گردی کے اصل ماسٹر مائنڈ یہودی ہیں۔ کیا آپ ان دونوں حضرات سے اتفاق کرتے ہیں اور آپ کے خیال میں دہشت گردی کا تدارک کیا ہے؟

خالد محمود عباسی: سب سے بڑا ماسٹر مائنڈ تو شیطان ہے اور اس کے سب سے بڑے آلۂ کار یہودی ہیں اور اس وقت جو امریکہ میں عیسائی قابض ہیں وہ بھی اصل میں یہودیوں سے بڑھ کر شیطانی مقاصد کے لیے عمل پیرا ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ دہشت گردی کا تدارک کیسے ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم بہت بڑی دلدل میں پھنس چکے ہیں اور ہمارے پاس وقت نہیں کہ ہم ان کا مقابلہ کر سکیں۔ اسباب کی دنیا میں بہت گہری حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں منہج انقلاب نبوی ﷺ میں جو ہمارے لیے راہنمائی ہے اس کے مطابق اس طرح کے ظلم و تشدد کے مقابلے میں عدم تشدد کی حکمت عملی جو محمد رسول اللہ ﷺ نے مکے میں اختیار کی تھی۔ لہٰذا پہلے قدم کے طور پر ہم یہ طے کر لیں کہ ہم نے اپنی بات کو دلیل کے ساتھ سمجھانا ہے لیکن ظلم کے خلاف جوابی کارروائی نہیں کرنی۔ اگر ہمارے اوپر ڈیزی کٹر بم گر جائیں تو بدلے میں معصوم لوگوں کو مار کر ان کا گناہ اپنے ذمے نہیں لینا۔ یہ ہماری سب سے بڑی غلطی ہے۔ جس سے اس جنگ کو وسعت ملی ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

شامی مہاجرین کا آنکھوں دیکھا حال

مفتی ابولبابہ شاہ منصور

سنا تو تھا کہ آنکھوں دیکھی اور ہوتی ہے، سنی سنائی اور۔شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔لیکن دیکھنے اور سننے میں اتنا زیادہ فرق ہوگا اور اس قدر المناک اور روح فرسا فرق ہوگا، اس کا تصور بھی نہ کیا تھا۔سمجھ نہیں آتا بات کہاں سے شروع کی جائے۔شام کے مہاجرین کی دل فگار مظلومیت بیان کی جائے اور اہل دل کو بتایا جائے کہ آل رسول ﷺ کی پاکیزہ معصوم بیٹیاں جو کربلا سے بچ کر شام آ گئی تھیں، ان پر کیا گزر رہی ہے؟ یا ترکی کے انصار کی ہمت، سخاوت اور عزیمت کا ذکر کیا جائے جس نے انصار مدینہ کی یاد تازہ کردی ہے؟ یا دنیا بھر میں حقوق انسانی کا واویلا کرنے والی اور حیوانوں کے غم میں مری جانے والی دوغلی تنظیموں کی حقیقت آشکارا کی جائے جن میں سے ایک بھی...... میں دہراتا ہوں......ایک بھی یہاں موجود نہیں ہے۔یا پھر مسلم حکمرانوں کی بے حسی اور صاحب حیثیت مسلمان بھائیوں کی بے بسی کا رونا رویا جائے جو شام کے مظلوموں پر شام غریباں کے چھائے بادل گرجتے برستے دیکھ کر بھی ہونٹ سیے ہوئے ہیں؟؟؟ حکمرانوں نے زبانوں پر تالے ڈال لیے ہیں اور عوام آنکھیں بند کر کے عافیت کی باقی ماندہ گھڑیاں باری آنے تک گزار رہے ہیں۔

شام کی سرحد کے ادھر الگ عالمی طاقتیں اپنا کھیل کھیل رہی ہیں۔روس کا مسئلہ یہ ہے کہ ارض العرب میں امریکا کے پاس کئی اڈے موجود ہیں، اس کے پاس صرف شام کا نیول بیس ہے۔وہ اسے کسی صورت جانے نہیں دیتا، چاہے چین کے ساتھ اشتراک ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔فارس کا مسئلہ یہ ہے کہ غلبت الروم، فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون کی معجزانہ پیشین گوئی کے چودہ سو سال بعد اسے بازی اپنے حق میں پلٹنے کا موقع ملا ہے جسے وہ کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہتا۔امریکا بہادر کا مسئلہ یہ ہے کہ گیم کے سلیپنگ پارٹنر کو گریٹر اسرائیل کی طرف پیش قدمی کے لیے شام کو تقسیم کرنا اور ترکی کو کمزور کرنا ناگزیر نظر آتا ہے۔نہ رہے گی شام کے پاس گولان کی پہاڑیاں اور نہ بجے گی فلسطینی مزاحمت کی بانسری، لہٰذا شام کا مسلمان دو طرفہ پس رہا ہے۔خاصہ خاصان رسل کی آل پر وہ وقت آن پڑا ہے کہ شیخ عزالدین عبدالسلام اور شیخ احمد رفاعی کے معزز و مکرم خاندانوں کی وہ بیبیاں جن کو کربلا کے میدان نے نہ دیکھا تھا، آج ریحانیہ، عرفہ اور غازی عین تاب کے کیمپوں میں کھلے آسمان تلے زیتون کے تیل اور زائر کے چورن کے ساتھ زندگی کی گھڑیاں بتانے پر مجبور ہیں۔

ترکی کی سرحد کے ادھر عجیب ایمانی اور انصاری کیفیات ہیں۔خدا کی قسم! قارئین عجیب کیفیات ہیں۔جس قصبہ نما چھوٹے سے شہر میں فقیر بیٹھا یہ سطریں لکھ رہا ہے، مقامی آبادی 90 ہزار ہے، جبکہ مہاجرین کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہو چکی ہے۔سرحد کے دونوں طرف کی خبریں بتا رہی ہیں کہ اللہ نہ کرے حلب کے بعد ادلب کے سقوط کا سانحہ شاید ہونے والا ہے۔تب حلب کے وہ مہاجر جو ادلب چلے گئے تھے، ان کا ریلہ جب ادلب والوں کے ساتھ آئے گا تو ان کی خدمت کے بوجھ کا کیا عالم ہوگا؟ اس کے تصور سے یقین مانیے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔جس طرح مہاجرین دونوں طرف سے پس رہے ہیں، اسی طرح انصار بھی نیٹو اور فیٹو دونوں کے درمیان گھرے ہوئے ہیں۔ایک طرف کرنسی گر کر آدھی قیمت رہ گئی ہے تو دوسری طرف نصرت کے لیے درکار وسائل کی کئی گنا زیادہ ضرورت عنقریب پڑنے والی ہے۔خوشی کی باتیں دو ہیں۔ایک یہ کہ وہ طبقہ جو اسلام پسند سلیم الطبع ہے، ان کا مقابلہ ہو رہا ہے کہ کون سا شہر امداد کے زیادہ سے زیادہ کنٹینر بھیجتا ہے، جبکہ گولنسٹ اور سیکولر یا قوم پرست حضرات اردگانی دیوار کو کمزور ہوتا دیکھ کر ایک اور دھکے کی تیاری کیے ہوئے ہیں۔دوسری یہ کہ اردگان کے تیار کردہ رضاکاروں کی تنظیم، تدبیر اور خاموش مستعدی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس ملکوتی مٹی سے ان کا خمیر اٹھایا گیا ہے؟ آپ یقین کریں گے کہ جس مرکز میں ایک لاکھ روٹی یومیہ پک رہی ہیں، اس کا صرف ایک نگران ہے اور اتنا چوکس ہے کہ مہمانوں کے جوتے اندر جانے سے پہلے صحیح جگہ رکھوانے سے لے کر ان کی قومیت، تعارف اور کردار ہر چیز پر اس کی عقابی نظر ہے۔بھاری بھرکم کنٹینروں کی کھیپ آجائے یا نئے کیمپ کے لیے زمین ہموار کر کے نئے خیموں کی پیشگی تیاری ہو، اس قدر خاموشی اور تیز رفتاری سے کام ہوتا ہے کہ سمجھ سے باہر ہے۔یہ خود کار انسانی تربیتی نظام وضع کس نے کیا ہے؟ اس مرد بیمار میں عقابی روح پھونکی کس نے ہے؟ یہ رضا کار لگتا ہے کہ کسی طویل تربیت سے گزر کر غفاری و قہاری اور قدوسی و جبروت میں ڈھل چکے ہیں۔

انسانیت کے خیرخواہوں میں سے نہ تو یہاں کوئی عالمی ادارہ ہے، نہ این جی اوز۔الٹا ان امدادی مراکز پر دو مرتبہ حملہ کروایا جا چکا ہے، اس لیے بہت قہرناک قسم کا حفاظتی نظام ہے جہاں کسی کو قریب پھٹکنے کی اجازت نہیں، لیکن جیسے ہی انہیں پتا چلتا ہے کہ یہ پہلا پاکستانی ملا صحافی ہے جسے اس جگہ قدم رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے تو جس تیزی سے ان کی کرختگی اور درشتی محبت اور ملاطفت میں تبدیل ہوتی ہے، وہ منظر بھی قابل دید ہوتا ہے۔اندرون ملک دھماکے، بیرون ملک سے بڑھتا دباؤ اور پنپتی سازشیں، ادلب کے سقوط کا اندیشہ، امدادی مراکز اور قافلوں پر حملے کا خوف، کوئی چیز ان کو نئے مہاجرین کے انتظام سے روک سکتی ہے نہ پہلے سے آئے مہاجرین کے لیے رہائش، صحت اور تعلیم کے اعلیٰ اور معیاری انتظام سے۔واللہ! اگر صرف ان چند دارالیتامیٰ کا حال بیان کروں جنہیں اب تک دیکھنے کا موقع ملا تو مجھے یقین ہے ان سہولتوں کا قارئین یقین ہی نہیں کریں گے جو ان بے آسرا بچوں کو اس نظریے کے تحت فراہم کی گئی ہیں کہ یتیم کی کفالت نہ صرف رحمت خداوندی کے متوجہ ہونے کا ذریعہ ہے، بلکہ آمنہ کے لعل ﷺ سمیت تاریخ کے بڑے بڑے لوگ یتیمی کا شکار ہو کر بھی امت کی بے چارگی کے وقت غیر متزلزل سہارا بن گئے تھے۔خاص کر شام کے یتیم کہ کوئی کسی نبی کی آل ہے، کوئی کسی صحابی کی ذریت اور کوئی خدا جانے کس ولی کی اولاد؟ اللہ ہی جانے کون کیا ہے؟

لیکن ان سارے مناظر میں ہم پاکستانی کہاں

کھڑے ہیں؟ واہ میرے مولا! ہماری مسلسل ناشکری کے باوجود تو ہمیں وقتاً فوقتاً کیسے کیسے مواقع فراہم کرتا اور کیسے کیسے اعزازات سے نوازتا ہے۔ حرمین کی حفاظت سے لے کر حرم قدسی کی طرف سے آنے والی دجالی یلغار کے سامنے بند باندھنے تک، نہ انڈونیشیا آئے گا نہ ملائیشیا، بنگلہ دیش میدان چھوڑ چکا ہے اور مصر نے آنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ لے دے کر بات پھر پاکستان پر اور اعزاز پھر پاکستانیوں کی گود میں آجاتا ہے کہ کھجور والی سرزمین کی پاسبانی سے لے کر زیتون والی ارض مقدس تک فوج اور عوام دونوں سیسہ پلائی دیوار بن جائیں۔ وفاق کے اکابرین سے انتہائی متادّبانہ گزارش ہے خدارا! اس وقت مہاجرین کی نصرت سے زیادہ انصار کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ آپ ان لوگوں کے وارث ہیں جنہوں نے خلافت عثمانیہ کے لیے وہ کچھ کیا جس کے سہارے ہم آج تک سر اٹھا کر جی رہے ہیں۔ تاریخ آج دوبارہ آپ کو پکار رہی ہے۔ فقیر کے لکھے ہوئے تھوڑے کو بھی بہت سمجھیں اور پاکستانی عوام کو متوجہ کر کے ترک بھائیوں کی پشت پر کھڑا کریں۔ مسئلہ مہاجرین کے معاشی مسائل حل کرنے تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ وہ روحانی اور ایمانی کیفیت قوم میں پیدا کی جائے جس کے سہارے ہماری آئندہ نسلیں فخر کے احساس کے ساتھ جی سکیں۔ خلافت عثمانیہ کو ہم نے بندہ اور چندہ دونوں دیے تھے، آج اگر برادرانہ حمایت اور ایمانی اخوت کے دو بول ہی بول دیے جائیں تو جو قوم آج تک ہماری ماؤں بہنوں کے بھیجے گئے زیور کو نہیں بھولی وہ ہمارے علماء اور مشائخ کے اس کردار کو کیسے بھولے گی؟

اے پاکستان کے فلاحی ادارو! تمہارے اولی الامر اور اہل تدبیر کہاں ہیں جو تاریخ کے اس نازک موڑ پر انمٹ سنہری تاریخ رقم کر سکتے ہیں۔ ہر طرح کی معلومات موجود اور ذرائع دستیاب ہو چکے ہیں۔ اللہ کی رضا ورحمت اور خلق خدا کی دعائیں اور لازوال محبت دونوں تمہارے لیے لکھی جا سکتی ہیں۔ اگر بدی کے کئی راستے چوپٹ کھلے ہیں تو نیکی کا راستہ بھی کہیں بند نہیں ہوتا۔ اور نیکی ایک بھی قبول ہو جائے تو شر کے اندر سے خیر نکال لاتی ہے۔ دشمن کے برپا کردہ اس شر سے کئی بھلائیاں وجود میں آ سکتی ہیں۔ سنی سنائی نہیں مانی جاتی تو دیکھی دکھائی تو سن لو! ماضی کا کفارہ اور مستقبل کی نوید دونوں تمہارے انتظار میں ہیں۔ ارضِ خلافت سے لے کر ارضِ مقدس تک دونوں تمہاری راہ تک رہی ہیں۔ ❁

شام کے مظلوم اور متاثرہ مسلمانوں کی امداد!

رفقاء واحباب نوٹ فرمالیں، امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے شام کے مظلوم مسلمانوں کی مالی مدد کرنے کے حوالہ سے طے فرمایا ہے کہ وہاں کے مظلوم مہاجر وزخمی مسلمان بھائیوں کی بھرپور مالی مدد کی جائے، لیکن شام میں چونکہ تنظیم اسلامی کا کوئی سیٹ اَپ نہیں ہے اور نہ ہی تنظیم کی سطح پر امداد وہاں بھیجنے کا کوئی ذریعہ ہے، لہٰذا امیر محترم نے مشورے کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ درج ذیل معتبر اداروں کی وساطت سے اپنے رفقاء واحباب سے شام کے مظلوموں کی دادرسی کے لیے کہا جائے تاکہ اُن کی مدد ہو سکے:

1 Account Title: Khubaib Foundation Donation
Account Number (For Donation): 0010007003440071
Account Number (For Zakat): 0010007003440036
Branch Code: 0584
Bank Name: Allied Bank Limited F-8 Markaz Islamabad
Contact No: 051-4440837-8,0336-5203858,03479268197

2 Account Title: BAITUSSALAM WELFARE TRUST
Account Number: 102103308840001
Branch Code: 1024
Bank Name: Bank Islami Pakistan, DHA Phase IV Karachi
Contact No: 021-111-298-111,03212120004,03222120004

3 Account Title: Imdaad e Mutasireen Aafaat Darul Uloom
Account Number: PK65MEZN0001090100571167
Branch Code: 0109
Bank Name: Meezan Bank
Contact No: 021-35049774,021-35049775,021-35049776

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی!

مدیر ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور

ایوب بیگ مرزا

کے مدبرانہ، حکیمانہ، ناصحانہ اداریوں کا حسین مرقع

بعنوان: **''حق گوئی''** شائع ہو گیا ہے

جس کے مطالعے سے عالمی اور ملکی حالات پر بصارت ہی نہیں، بصیرت بھی حاصل ہوتی ہے اور عمل کے لیے ایک جذبۂ محرکہ بھی پیدا ہوتا ہے

23x36 سائز کے 404 صفحات ❁ عمدہ پرنٹنگ ❁ دیدہ زیب نفیس ٹائٹل ❁ مضبوط جلد

قیمت صرف: **300** روپے

شائع کردہ: **مکتبہ خدام القرآن لاہور**

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501

میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے......

اُمِّ عمار عبدالخالق

پاک وطن کی پور پور سے بلبلاتی اور سسکتی ہوئی آہیں، بے چینی، خوف و ہراس، بدامنی، غرض ہر تکلیف جو آ سکتی ہے اُس پر مشتمل خبر ہم ہر اخبار، ہر چینل اور ہر رسالے میں پڑھ اور دیکھ سکتے ہیں اور چشمِ بصیرت سے مشاہدہ بھی کر سکتے ہیں۔ کون سا ایسا مرض ہے جو ہمارے وطن کو لاحق نہیں، اس کی پوری مٹی مختلف عوارض میں مبتلا ہے اور اسی بیمار مٹی سے ہی ہمارا وجود بھی بنا ہے۔ چنانچہ پورا نظام اسی وجہ سے مفلوج ہے۔ ہمارے وطن کا حال وینٹی لیٹر پر پڑے ہوئے اس جسم کی مانند ہے جس کو چاروں طرف سے ڈاکٹرز گھیرے کھڑے ہیں اور ڈاکٹرز میں سے بھی اکثر وہ ہیں جن کا مقصد صرف اپنا دنیوی مفاد حاصل کرنا ہے نہ کہ مریض کو بچانا یا بیماری کی تشخیص کر کے علاج کا آغاز کرنا۔ یہ بات بھی نہیں کہ مرض بالکل لاعلاج ہو چکا ہے یا ڈاکٹرز کو پتا نہیں چل رہا کہ مریض کو کس علاج کی ضرورت ہے۔ بیماری بھی اور اس کا علاج بھی روزِ روشن کی طرح سب پر عیاں بھی ہے۔ بقول شاعر ؎

علاج اُس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

علاج کے لیے نہ تو ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے اور نہ ہی کسی اور چیز کی، بس اگر کمی ہے تو صرف نیک نیتی کی ہے۔ یہ وطن مسلمانوں کا ہے۔ لیکن جس طرح ہم مسلمان پیدائشی کلمہ گو ہیں اسی طرح یہ وطن بھی پیدائشی کلمہ گو ہے۔ عملی طور پر نہ ہم کلمہ کے مصدق ہیں اور نہ ہمارا وطن کلمہ توحید کی تعبیر ہے۔ ہمارے لیے لائحہ عمل قرآن اور سیرت النبی ﷺ کے ذریعے واضح ہے لیکن اس کے باوجود ہم بھٹکتے پھرتے ہیں۔ کبھی لبرل ازم، سیکولرازم اور کبھی ”سب سے پہلے پاکستان“ اور ”روشن خیال پاکستان“ کے بکھیڑوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ ان ہی چیزوں نے ہم مسلمانوں کو ایک دوسرے پر نظریاتی تلواریں چلانے اور زبانیں کھینچنے پر لگایا ہوا ہے۔ ہمیں مادرِ وطن کا کچھ خیال ہوتا تو آج اس ملک کا یہ حال نہ ہوتا۔ اس مادرِ وطن کو کل بھی اسی ایک دوا کی ضرورت تھی اور آج بھی اسے اسی ایک دوا کی ضرورت ہے جو اس کے لیے آبِ حیات بن جائے گی اور وہ دوا ہے ”لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ“ وطن کے ہر مرض کے لیے شفاء صرف اسی میں ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

شرابِ کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا

جو ڈاکٹر آج کل مادرِ وطن کا علاج کر رہے ہیں یا جو علاج کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئے ہیں یا جو تحریروں کے ذریعے علاج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وطن کا علاج کس طرح کیا جانا چاہیے۔ لیکن صرف اور صرف مفاد پرستی اور دنیا کے جھوٹے خداؤں کی فرمانبرداری میں کوئی مادرِ وطن کا اس منہج پر علاج کرنے کو تیار نظر نہیں آتا۔ اسی وجہ سے مادرِ وطن کی مٹی چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ اے پاکستان کے مسلمانو! کیا میں نے تمہیں اسی لیے پالا تھا؟ کیا میں نے اپنی مٹی سے تمہاری اسی لیے آبیاری کی تھی؟ مجھ سے کون سا ایسا جرم سرزد ہو گیا ہے کہ تم مجھے صحت مند دیکھنا ہی نہیں چاہتے؟ تم مجھے آبِ حیات (کلمہ طیبہ) کا جام پلانا ہی نہیں چاہتے کہ جس سے میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں۔ کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ کہیں میں ٹھیک ہو کر بہادر سپوت جنم نہ دینے لگ جاؤں؟ لیکن آج میرے جسم میں سے سڑاند آنی شروع ہو چکی ہے۔ میری اولاد، میرا مال و متاع سب کچھ بدبودار ہو چکا ہے۔ اگر تم یہی چاہتے ہو تو بھی سن لو کہ جس ذات نے تمہیں پیدا کیا ہے اور جس مقصد کے تحت پیدا کیا ہے وہ خود بھی میری حفاظت کرنا چاہتا ہے اور میں تمہیں بہت پتے کی بات بتاتی ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ نے تو اس سرزمین کے بارے میں پیشین گوئی کی ہوئی ہے کہ ”امام مہدی کی مدد کے لیے فوجیں اور لشکر یہیں سے روانہ ہوں گے“ تو تمہیں چاہے اپنے اور غیر، دونوں ماریں، پیٹیں، ظلم کریں، تمہاری ذہنیت بدلنے کی کوشش کریں، بے حیائی اور فحاشی کے بازار گرم کر کے تمہیں بے حیا اور بے شرم کرنے کی کوشش کریں، حرام کھلا کھلا کر مخبوط الحواس کرنے کی کوشش کریں تم اسلام کے نام لیوا اور محمد ﷺ کے اُمتی اور قرآن کے حامل ہو۔ تم پکا مسلمان بننے کی کوشش کرو۔ میری مٹی کا ایک ایک بچہ اپنی زندگی کا مقصد اللہ کے دین پر چلنا اور بس چلنا بنا لے۔ یہ مفاد پرست ڈاکٹر اگر اسی طرح علاج کرتے رہے تو یہ بھی ختم ہو جائیں گے اور ان کو اور ان کے مال و متاع کو کوئی پوچھنے والا تک نہیں ہو گا۔

میری کوکھ سے جنم لینے والے یہ دغاباز سیاستدان اور میرا علاج کرنے والے نام نہاد معالج (جو میری ہی روٹیوں پر پلے ہیں) میری گود میں بیٹھ کر میری بوٹیاں نوچ نوچ کر مجھے ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ذرا گور میں تو آ جائیں پھر میں ان کو مزا چکھاؤں گی اور بتاؤں گی کہ میں کون ہوں؟ میں بھی سانپ، بچھو اور اژدھا بن کر ان کو اسی طرح نوچتی اور بھنبھوڑتی رہوں گی جیسے یہ مجھے آج نوچ رہے ہیں۔ لیکن اے نوجوانو! تم نے کلمے کی لاج رکھنی ہے، تم بھی پیدائشی کلمہ گو اور میں بھی پیدائشی کلمہ گو ہوں۔ اس کلمے کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ دو جملوں پر مشتمل کلمہ تمہیں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہونا چاہیے۔ اس کے پہلے جملے میں یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ کوئی مالک، خالق، معبود یا ہماری ضرورتیں پوری کرنے والا ہے ہی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، نہ امریکہ تمہارا کچھ بگاڑ یا سنوار سکتا ہے، نہ ہندوستان۔ نہ دولت تمہیں حقیقی خوشیاں دے سکتی ہے اور نہ اولاد، ان تمام چیزوں کا ملجا و ماویٰ صرف اور صرف ایک ہی ذات ہے۔ بس اُسی سے ڈرو، اُسی سے مانگو، اُسی کے آگے جھکو۔ اُسی سے ساری امیدیں وابستہ رکھو، اُسی کے محتاج ہمہ وقت رہو۔

کلمے کے دوسرے حصے میں ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ دیکھو! ہندوؤں کے راستے پر نہ چلنا، عیسائیوں کا کلچر نہ اپنانا اور ان جیسا نہ ہو جانا جن کے بارے میں اقبال نے فرمایا تھا ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

یا جیسے فرمایا

یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اور آج کسی مُلا، کسی صوفی اور اپنے جیسے کسی مسلمان کے راستے پر بھی نہ چلنا کیونکہ میں اپنی اولاد کو جانتی ہوں کہ یہ اندر سے کیسے ہیں۔ آج کے ملا کے بارے میں بھی علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

آج اس شعر میں ہند کی جگہ پاکستان کا نام لے لیں تو غلط نہ ہوگا کیونکہ آج ہمارے وطن میں اللہ تعالیٰ کے حضور اجتماعی سجدہ یعنی اس کے احکام کے آگے سرِتسلیم خم کرنے سے سبھی ڈرتے ہیں۔ خاص طور پر میرے حکمران۔ مگر اے نوجوانو! تم بس قرآن کو اور اُسوۂ رسول کو مضبوطی سے تھام لینا۔ کیونکہ محمد الرسول اللہ ﷺ کا مطلب ہی یہی ہے۔ میرے غریب غرباء بھی اس کلمے کو مضبوطی سے پکڑیں گے تو غنی ہو جائیں گے اور امیر امراء بھی اس کلمے پر عمل کریں گے تو دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے اور میں جانتی ہوں کہ ایسے لوگ ابھی بہت کم ہیں۔ یہ سارے ڈاکٹر جو میرا علاج کرنے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں یہ سب کلمہ گو مسلمان ہیں لیکن کلمہ صرف نوکِ زبان پر ہے۔ عمل میں، کردار میں کہیں نظر نہیں آتا۔ یہ سرتاپا دولت میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن ان کو پھر بھی صبر نہیں آتا۔ میں ماں ہوں اور یہ میرے ساتھ بھی بددیانتی، بے ایمانی اور دھوکہ دہی کے کام کرتے ہیں۔ تو میں تمہیں نصیحت کرتی ہوں کہ ہر گھر میں قرآن کا ترجمہ پڑھنے پڑھانے کا انتظام کرو۔ مسجدوں میں نمازیں ادا کرنے کا اہتمام کرو اور اپنے آپ کو دین محمد ﷺ کے سانچے میں ڈھال کر رکھو۔ آخری دم تک اس کلمے کی حفاظت میں تن من دھن لٹا دو۔ یادرکھو! حق کا بول بالا ہو کر رہتا ہے۔ حق پر رہتے ہوئے جان بھی چلی جائے گی تو پروا نہیں ہونی چاہیے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

وہ حق آپ کے حق میں آپ کے بعد بھی بولے گا اور تم سرخرو ہو جاؤ گے۔ لیکن حق بات کے جواب میں صبر بھی لازماً کرنا پڑتا ہے۔ آزمائش کی بھٹیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ مخالفتوں پر استقامت سے ڈٹے رہنا پڑتا ہے۔ ہر غریب و امیر دو کام کرے۔ ایک تو اپنے دائرہ کار میں سچا اور صادق بن جائے۔ دوسرا امانت داری کا ہتھیار لازم پکڑے۔ یادرکھو کہ ہمارے نبی ﷺ پہلے صادق اور امین تھے اس کے بعد نبی بنے۔ ہم اُن کے امتی ہیں۔ یقیناً یہ دونوں اوصاف انسان کو نکھارنے کے لیے بہترین کردار ادا کرتے ہیں۔ یعنی دل سے سچا اور کھرا اور اتنا امین کہ اپنے نفس کے خلاف بھی امین بن کر دکھا دے۔ دے تو بھی محمدؐ کی صداقت کی گواہی کے مصداق جتنا برائی کو روکنے پر صبر کرو گے، جتنا گناہ اور گناہ کے کاموں سے نفرت کا اظہار کرو گے اور استقامت سے برائیوں سے پرہیز کر کے دکھاتے رہو گے تا دمِ آخر اتنا ہی نکھرتے چلے جاؤ گے اور ان ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کو اللہ کی امانت سمجھتے ہوئے احکامِ الٰہی پر مجبور کرو گے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''مسجد جامع القرآن، گلشن سحر، قاسم آباد، حیدر آباد'' میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

17 تا 19 فروری 2017ء (بروز جمعہ نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 022-2106187 / 0333-2717617

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں

17 تا 19 فروری 2017ء (بروز جمعہ نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-2789591، 021-34816580-81

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

A True Story of How a Punk Accepts Islam...

A real life experienced shared by a sister

Let's start at the beginning, always a good place...

Life began for me in a place called Chatham in Kent in England way, way back in 1383H/1963CE.

I am a girl, an only child. My parents and their parents and their parents, etc., were all English along with myself so as you can see I am not from an Islamic background.

Anyway, when I was only a little tot of barely 4 years my parents packed up and whooshed us all across the Atlantic to North America. My parents loved it over there but I grew up to hate it. I never got on there no matter how hard I tried. With my limited knowledge I felt English at heart (may Allah *SWT* protect me from feelings of nationalism and other such nonsense) and my mission in life was to return to the UK. I had a long wait in front of me.

Alhamdullillah, All my life, in spite of the usual selfish non-Islamic lifestyle I led, my love towards my Creator *SWT* was always in the background. But, due to my pride and insecurity, I clung to the antics of my generation. This was the age of punk rock (late 80's through late 90's). I became drawn into this scene when I was 14. Due to my difficult upbringing from a household full of violence and perversion I entered into this rage with gusto – (*Astaghfiru-Illah*, may Allah *SWT* forgive me, Aameen!). Those whom I called my friends back then were merely inmates within a prison we had made for ourselves.

I never completed school, never acquired a career and was generally an aimless individual. I was the epitome of what a person is when she does not worship her Creator *(SWT)*.

I worked and saved my money until I had enough to finally get back to England. I was 25 years old. All I had was a suitcase in my hand, the future ahead of me, and my sins behind me.

All my life (as I had mentioned above) especially in the quiet moments, you know, when the hustle and bustle of daily life comes to an end and it's night-time and there you are alone in your bed, I would think of Allah *(SWT)* although I only knew Him as 'God'. I knew my mistakes, I knew my sins. Well you do don't you when you're alone and you don't have to pretend in front of anyone. Many nights I cried and prayed in my clumsy way for help.

I still dressed outrageously with spiked hair, bizarre eye make-up, leather jacket - the works. I was weak – as we all are, but weakness combined with insecure pride is a volatile combination. Over the years here in England not much changed. More and more I remembered how every time throughout my life I had seen something to do with Islam, it always touched me deeply in a place where nothing had ever touched me.

I always used to wonder at this because the feeling felt so pure, so unique, so true and dignified. Over the years I didn't pursue its implications because I suppose it frightened me (Allah *SWT* knows best). But since being in England the feeling for Islam became stronger and stronger until it was on my mind daily.

I had a room-mate whom I was close to and I would sometimes talk about my feelings for Islam and how I didn't understand the strength

of the feeling. I did not know any Muslims and nothing about Islam except that Muslims read the Qur'an. I knew that there was a mosque, sort of nearby, and sometimes I saw people who I thought were Muslims and that was it.

Then, one day, almost 4 years ago myself and my, then, room-mate were walking down one of the main roads we have. It was a pleasant sunny day and the shade of the trees was cool and still I was dressed in my ridiculous gear. Out of nowhere I stopped and turned to my friend and said, "I've got to do it, I've got to become a Muslim today." How can I explain to you the feeling I felt at that moment which made me say these words. It had been building up gradually for a little while and on that pavement I felt such joy, such tearful joy and I was truly overwhelmed.

Allah *(SWT)* had chosen the time! My friend was shocked and I had to try hard to stop myself from audibly crying. It was the most incredible thing. Without embarrassment as to my appearance I went to the *Masjid* I had seen a long time before and took my *Shaha'dah* (declaration of faith).

Out of the choice of names I chose the one that meant the most to me and began my new life. A sister gave me a *hijab* and *niqab* the next day and since then I have worn nothing else when leaving my home. I was like a baby again. When I began attending *halaqat* (study circles) I saw how the other sisters carried themselves. Always, always they mentioned Allah's *(SWT)* name with such ease and for the first time felt the joy of being in the company of those who loved Allah *(SWT)*.

It was then that I realized the answers to so many questions I didn't realize I had been asking all my life.

Al-hamdu li-Llaah, my *fitrah* (natural pure state humans are born upon) won through and Allah *(SWT)* guided me to the True Deen (His religion, Islam).

To look at me then, any person would have thought me such an unlikely candidate, but Allah *(SWT)* sees us for who we really are and He guides whom He wills. I have taught myself to read 'Arabic and am learning *Tajweed* (correct pronunciation of reciting the Qur'an). I am surrounded by so many Muslims who fear Allah *(SWT)* and whom I see often. I mean none of my above mentioned achievements as pride, indeed I wouldn't mention them at all if it wasn't for this introduction because I want to stress how Allah *(SWT)* can change a person so incredibly, if He chooses as He *(SWT)* changed me.

It is a real blessing how far I have come. My time now is spent studying, endless computer work towards the Deen and giving *Da'wah* (calling to Allah's *SWT* religion). I seek guidance from Allah *(SWT)* to increase my knowledge and understanding of the Deen and pray for His *(SWT)* mercy & pleasure in this world and in the Hereafter, Aameen!

ضرورت رشتہ

☆تنولی خان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم ایم اے سائیکالوجی، قد "3-'5 کو دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-0403873

☆اعوان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 31 سال، تعلیم ایم اے سیاسیات، قد "2-'5 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-0403873

☆گوجرانوالہ میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ڈاکٹر آف فارمیسی، قد "7-'5 کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، کاروباری فیملی سے رشتہ مطلوب ہے۔ لاہور، فیصل آباد یا گوجرانوالہ میں رہائش پذیر فیملی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0300-7453647

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی کے مرکزی اسرہ کے سینئر رکن اور ناظم بیرون پاکستان ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کی بھابھی وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ حیدر آباد، قاسم آباد کے نقیب محمد عثمان بٹ کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ کراچی شمالی کے رفیق محمد یوسف اللہ شریفی کی ممانی وفات پاگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُنَّ وَارْحَمْھُنَّ وَاَدْخِلْھُنَّ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُنَّ حِسَابًا یَّسِیْرًا

VOL : 26 Read. C.P.L NO. 114 No.6

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

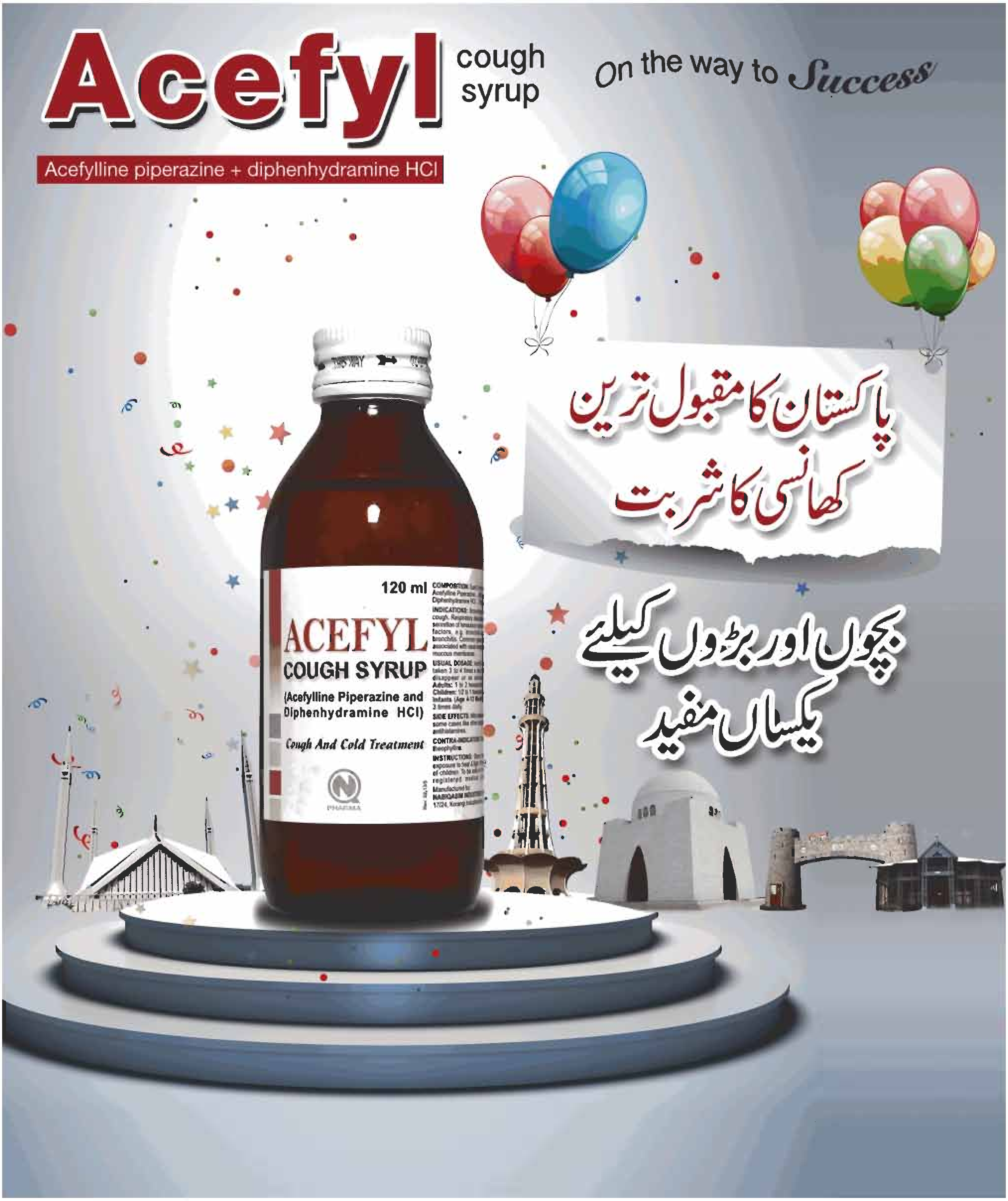

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion